Vol. I
No. 8.



Tuesday
10th March, 1953.

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD-DN.

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Tuesday, the 10th March, 1953

The Assembly met at Half past Eight of the Clock

[*Mr. Speaker in the Chair*].

Member Sworn

Name of Member: *Constituency.*

Shri Arutla Ramchandra Reddy............Ramayanpet.

The Chief Minister (Shri B. Ramakrishna Rao): Sir, I congratulate the new Member for Ramayanpet who has newly joined the ranks of the Assembly and I welcome him. I hope he will be an asset to the Assembly.

Starred Questions and Answers

Mr. Speaker : Now let us take up questions.

KHARIJ KHATA & PORAMBOKE LANDS

*36 (3) *Shri M. Buchiah* (Sirpur) : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(*a*) the total acreage of Kharij Khata and Poramboke lands in the State ?

(*b*) the manner in which these lands are being distributed among the members of Scheduled Castes, Scheduled tribes and other backward classes ?

شری بی - رام کشن راؤ - اس سوال کے دو جزو ہیں - پہلے جرو کا جواب یہ ہے کہ خارج کھاتہ اور پرمبوك زمینات جو اسٹیٹ میں موجود ہیں اون کی فہرست تیار کیگئی ہے جو منسلک کردیگئی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں اس کو ٹیبل پر رکھدوں تو تفصیلات معلوم ہوجائینگی - دوسرے جزو کا جواب یہ ہے اسپیشل لاؤنی رولس کے تحت ان زمینات کا ڈسٹریبیوشن (distribution) کا انتظام کیا جارہا ہے - اس سلسلہ میں ہریجنوں اور بیک ورڈ کلاسس (Backward classes) کو پریفرنس

(Preference) دیا جاتا ہے - کوئی اپ سٹ پرائز اون سے نہیں لیجاتی اور تین برس تک مالگزاری معاف کردینے کے متعلق بھی اس میں پرووین (Provision) رکھا گیا ہے -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - میں سمجھتا ہوں کہ ٹیبل پر رکھنے کی بجائے اس فہرست کو ہاؤس میں پڑھ دیا جائے تو سوالات کرنے میں آسانی ہوگی -

شری بی - رام کشن راؤ - میں نے وقت کا لحاظ کرتے ہوئے کہا تھا - تاہم میں پڑھ دیتا ہوں -

STATEMENT SHOWING THE TOTAL AREA OF KHARIJ KHATA AND PORAMBOKE LANDS IN THE STATE.

Sl. No.	District	Total area of Kharij Khata in the Dist.	Total area of Poramboke in the Dist.	Remarks.
1	2	3	4	5
		Ac. Gt.	Ac. Gt.	
1.	Hyderabad ...	10,418—35	75,035— 3	
2.	Medak ...	36,553—21	1,51,759— 0	
3.	Nizamabad ...		..	Total area of Kharij and Poramboke is 1,08,701 Ac. 20 Gt.
4.	Adilabad ...	73,231— 0	1,52,917— 0	
5.	Karimnagar ...	57,495—18	41,499— 1	
6.	Warangal ...			Total area of poramboke & Kharij Khata is 47,023 Ac. 35Gt.
7.	Khammam ...	28,179—39	57,604— 2	
8.	Mahbubnagar	34,117— 0	2,33,269— 0	
9.	Nalgonda ...	45,773—34	1,08,317— 0	
10.	Raichur ...	49,513— 0	1,88,022— 0	
11.	Gulbarga ...	35,051— 5	1,79,739—22	
12.	Osmanabad ...	...	11,309—29	
13.	Aurangabad ...	1,986—36	38,242—11	
14.	Bhir ...	135—37	40,494— 0	
15.	Bidar ...	8,745—37	97,025—33	
16.	Nanded ...	17,774—31	1,20,195—34	
17.	Parbhani ...	3,364—26	40,249— 0	

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - اس کے منجملہ کتنے ایکر ویسٹ لینڈ (Waste land) کے تحت تقسیم کئے گئے ؟

شری بی - رام کشن راؤ - وہ میں نے ابھی کہا ہے کہ خارج کھاتہ اور پرمپوک زمینات کے سلسلہ میں اسپیشل لاؤنی رولس کے ذریعہ یہ حکم دیا گیا کہ ہریجنوں اور بیک ورڈ کلاسس کو پریفرنس (Preference) دیا جائے اور ان سے کوئی اپ سٹ پرائز یعنی ہراج مقابلہ کی رقم نہ لی جائے بلکہ بلا کسی معاوضہ کے اون کے نام پر پٹہ کردیا جائے ۔ خارج کھاتہ زمینات زیادہ کلٹیویبل (Cultivable) ہوتے ہیں البتہ پرمپوک کم کلٹیویبل ہوتے ہیں ۔ خارج کھاتہ زمینات وہ ہوتے ہیں جو پہلے زراعت میں آچکے ہوتے ہیں اور بعد میں زراعت کرنے سے رہ جاتے ہیں ۔ یہ زمینات دوبارہ جلد ہی کاشت میں آسکتی ہیں ۔ پرمپوک زمینات زیادہ دقت سے کاشت کے قابل ہوتی ہیں ۔ ہریجنوں اور بیک ورڈ کلاسس کی معاشی حالت پست ہوتی ہے ۔ اس لئے تین برس کی مالگزاری بھی معاف کرنا طے کیا گیا ہے ۔ اسی بناء پر اون کو سرٹیفیکٹس بھی دئے جاتے ہیں ۔

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - اب تک کتنے ایکر زمین تقسیم کیگئی ہے ؟

شری بی - رام کشن راؤ - میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب کسی اور سوال کے جواب کے سلسلہ میں دیا جاچکا ہے ۔ تاہم میں عرض کرونگا کہ قریب قریب اب تک (۷۰) ہزار ایکر زمین تقسیم ہوئی جس میں سے ہریجنوں کے لئے تقریباً (۵۰) ہزار ایکر زمین دیگئی ہے ۔

شری کے - وی - راما راؤ - شیڈولڈ کاسٹس - شیڈولڈ ٹرائبس اور بیک ورڈ کلاسس میں سے کس کو فرسٹ پریفرنس (First preference) اور کس کو سکنڈ پریفرنس (Second preference) دیا جاتا ہے ؟

شری بی - رام کشن راؤ - پریفرنس کی ترتیب آنریبل ممبر نے جو دی اوسی ترتیب سے دیا جاتا ہے ۔ یعنی پہلے شیڈولڈ کاسٹس (Scheduled castes) پھر شیڈولڈ ٹرائبس (Scheduled Tribes) اور بعد میں بیک ورڈ کلاسس (Backward Classes) کا لحاظ کیا جاتا ہے ۔

شری گنپت راؤ - جو مقدار پرمپوک کے متعلق بتلائی گئی ہے وہ مال کے تحت ہے یا اس پر جنگلات کا قبضہ ہوچکا ہے ؟

شری بی - رام کشن راؤ - پرمپوک زمینات کی حد تک کچھ حصہ فارسٹ ڈپارٹمنٹ (Forest department) کے تحت ہوگا ۔ لیکن خارج کھاتہ زمینات مال کے تحت ہیں ۔

شری کے - یل - نرسہوان راؤ - کیا یہ صحیح ہے کہ ہریجنوں میں جو اراضیات تقسیم کیگئی ہیں انکو اب تک ہینڈ اوور (Hand over) نہیں کیا گیا ہے ؟

شری بی - رام کشن راؤ - یہ صحیح نہیں ہے - جب زمینات الاٹ (Allot) کی جاتی ھیں تو ان کو برابر ھینڈ اوور کیا جاتا ہے - البتہ کسی خاص صورت میں جہاں کوئی آبجکشن ھو کہ اس پر کسی اور کا قبضہ تھا اور اس سلسلہ میں عذرداری پیش کیجائے تو اس کے متعلق تحقیقات کرنی ضروری ھوتی ہے -

شری رتن لال کوٹیچہ - فارسٹ کے تحت جو پرمپوک زمینات ھیں کیا وہ بھی تقسیم کیجاتی ھیں ؟

شری بی - رام کشن راؤ - فارسٹ کے تحت اگر کوئی زمین محفوظہ نہ ھو یعنی غیر محفوظہ ھو تو ویسی صورت میں بعض اراضیات دیجاتی ھیں لیکن بعض کیسس میں سررشتہ جنگلات کی جانب سے یہ عذرداری اٹھائی گئی کہ افارسٹیشن (Afforestation) کے اسسمنٹ (Assessment) کے سلسلہ میں جو اراضیات محفوظ کئے گئے ھیں وہ نہ دئے جائیں - ایسے کیسس میں جہاں ڈسپیوٹ (Dispute) پیدا ھوگیا وہ پرمپوک اراضیات نہیں دئے جارہے ھیں -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - میرے پاس چند کیسس آئے ھیں کہ پرمپوک اراضیات میں سے جو زمینات دیگئی ھیں اون زمینات سے کاشتکاروں کو ایوکٹ (evict) کیا جارہا ہے - میں پوچھنا چاھتا ھوں کہ اس سلسلہ میں حکومت کیا کررھی ہے ؟

شری بی رام کشن راؤ - پولس ایکشن کے قریبی زمانے میں فارسٹ (Forest) کی ایسی اراضیات پر جو محصورہ تھے بلا کسی اجازت کے قبضے کرلئے گئے - سوال یہ پیدا ھوا کہ ان لوگوں کے قبضہ کو جائز قرار دیا جانا چاھئے یا اس زمین کو دوبارہ محصورہ میں شامل کرلیا جانا چاھئے - فارسٹ ڈپارٹمنٹ نے حال ھی میں ایک سرکیولر جاری کیا ہے کہ سنہ ۱۹۴۹ع سے پہلے جن لوگوں کے ناجائز قبضے ھوچکے ھوں انکے نام اون اراضیات کا پٹہ کرنا چاھئے - سنہ ۴۹ع میں پولس ایکشن کے بعد جب اڈمنسٹریشن قائم ھوا اسکے بعد جن اراضیات پر قبضہ ھوا ہے اوسکو ایوکٹ (Evict) کرنے کیلئے فارسٹ ڈپارٹمنٹ سے احکام جاری ھوئے ھیں - ممکن ہے کہ جن کیسس کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ نزاعی ھونگے - کیونکہ بہت سے لوگ کہتے ھیں کہ ھم دس بیس برس سے قابض چلے آرہے ھیں لیکن تحقیقات سے یہ غلط ثابت ھوتا ہے - ایسے کیسس میری نظر میں آئے ھیں - اس بناء پر میں کہہ رھا ھوں -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - میرے پاس جو کیسس آئے ھیں وہ آتھا رائیزڈ (Authorized) ھیں -

شری بی - رام کشن راؤ - آتھارائیزڈ پوزیشن (Authorized Position) کے معنی تو یہ ھوئے کہ انکی پوزیشن آتھا رائیزڈ ھوگئی - ایسی صورت میں آنریبل منسٹر انچارج (فارسٹ) اور ریوینیو منسٹر ان کیسس (Cases) پر غور کرسکتے ھیں -

شری گنپت راؤ واگھمارے - کیا ایسی زبانیں بھی اسمیں شامل کیگئی ہیں
جہاں کیس نہیں کی ؟

شری بی - رام کشن راؤ - یہ سوال پیدا نہیں ہوتا -

EDUCATIONAL EXPERTS COMMITTEE

*37 (23) *Shri G. Hanumanth Rao* (Mulug) : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(*a*) whether the Government of India consulted the Hyderabad Government in appointing the Education Experts Committee for the transfer of the Osmania University ?

(*b*) whether the Government have agreed to transfer the University ?

شری بی- رام کشن راؤ- اس سوال کے دو جزو ہیں- پہلے جزو کا جواب اثبات میں ہے - دوسرے جزو کا جواب میں نے ڈسمبر کے سیشن میں تفصیلی طور پر دیا ہے کہ یونیورسٹی کے ٹرانسفر کے سلسلہ میں کیا خط وکتابت ہوئی ہے اسلئے مزید کسی جواب کی ضرورت نہیں سمجھتا -

شری وی- ڈی- دشپانڈے - حکومت حیدر آباد سے جو مشورہ کیا گیا وہ ہاؤس میں یہ مسئلہ پیش ہونے کے بعد کیا گیا یا پہلے ؟ اورکیا یہ مشورہ خط وکتابت کے ذریعہ کیا گیا یا ٹیلیفون پر ؟

شری بی رام کشن راؤ - ٹیلیفون سے نہیں ہوا - زمانہ یاد نہیں ہے - مشورہ قریب قریب اوسی زمانے میں ہوا ہے جبکہ رزولیوشن اسمبلی میں زیر بحث آیا تھا -

MEDIUM OF INSTRUCTION

*38 (24) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

Whether the Government have consented to introduce Hindi as medium of instruction in the Osmania University ?

شری بی- رام کشن راؤ- اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہاں- میڈیم آف انسٹرکشن (Medium of instruction) بنانے کیلئے یونیورسٹی کے ٹرانسفر (Trgnsfer) کا پروپوزل (Proposal) ہے - اسمیں یہ چیز مضمر ہے - کب اورکس حد تک ہندی کو عثمانیہ یونیورسٹی میں میڈیم آف انسٹرکشن مقرر کیا جاسکتا ہے یہ سوال بھی اس کمیٹی کے زیر غور ٹرمس میں سے ایک ٹرم (Term) ہے - جب کمیٹی اپنی سفارشات پیش کریگی اسوقت گورنمنٹ ان پر غور کریگی -

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ کیا کمیٹی نے اپنا کام شروع کردیا ھے ؟

شری بی ۔ رام کشن راؤ ۔ ابھی کام سروع نہیں ہوا ھے ۔ تاریخ تبدیل ہوئی ھے ۔

شری جی ۔ ھنمنت راؤ ۔ کیا یونیورسٹی کے بارے میں سینیٹ (Senate) کو کوئی ادھکار (अधिकार) نہیں رھیگا ؟

شری بی ۔ رام کشن راؤ ۔ سینیٹ (Senate) کو جو ادھکار ھے وہ رھیگا ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ کیا میڈیم آف انسٹرکشن (Medium of Instruction) تبدیل کرنا ہو تو چارٹر (Charter) تبدیل کرنا پڑیگا ؟

شری بی ۔ رام کشن راؤ ۔ کمیٹی کی رپورٹ پیش ہونے کے بعد اگر یہ طے ہوجائے کہ ٹرانسفر عمل میں آئیگا تو ٹرانسفر کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا کو ایکٹ بنانا پڑیگا ۔ موجودہ یونیورسٹی کا چارٹر راج پرمکھ نے نہیں بلکہ نظام کی حیثیت سے نظام نے دیا ھے ۔ اسوقت اوسی چارٹر پر عمل ہورہا ھے ۔

CENTRAL RESEARCH LABORATORIES

*39 (25) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

The expenditure incurred annually during the last five years by the Government on Central Research Laboratories and Engineering Research Laboratories?

شری بی ۔ رام کشن راؤ ۔ سنٹرل ریسرچ لیباریٹریز (Contral Research Laboratories) کیلئے گذشتہ پانچ سال میں جو خرچہ ہوا ھے اوسکی تفصیل یہ ھے ۔

سنٹرل ریسرچ لیباریٹریز

سنہ ۴۷-۴۸ع	(۲۳۹۸۳۰)
سنہ ۴۸-۴۹ع	(۲۶۰۱۳۵)
سنہ ۴۹-۵۰ع	(۲۰۶۵۲۷)
سنہ ۵۰-۵۱ع	(۳۷۳۷۳۸)
سنہ ۵۱-۵۲ع	(۵۰۶۵۸۷)

انجینیرنگ ریسرچ لیباریٹریز

سنہ ۱۳۵۷ف	(۱۹۳۵۰۸)
سنہ ۱۳۵۸ف	(۱۸۳۷۶۰)
سنہ ۴۹-۵۰ع (نصف سال)	(۹۳۳۲۰)

سنه ۱۹۵۰-۵۱ء (۳۱۱۴۶۴)

سنه ۱۹۵۱-۵۲ء (۲۵۵۷۳۲۱

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - کیا کوئی گرانٹ (Grant) انکو دیا جاتا هے اگر دیا جاتا هے تو سپرویزن (Supervision) کون کرتا هے ؟

شری بی - رام کشن راؤ - سنٹرل لباریٹریز کیلئے پانچ لاکھ کا گرانٹ منظور کیا گیا هے - انجینرنگ ریسرچ لیباریٹریز کو کوئی ریکرنگ گرانٹ (Recurring Grant) نہیں دیا جاتا هے البته نان ریکرنگ گرانٹ (Non-recurring Grant) دیا جاتا هے -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - میرا سوال یه هے که مرکز کی طرف سے کوئی کوارڈینیشن (Co-ordination) هوتا هے یا نہیں ؟

شری بی - رام کشن راؤ - ان دونوں لیباریٹریز (Laboratories) کیلئے ایک گورننگ کونسل (Governing Council) هے - اسمیں هماری حکومت کے پی - ڈبلیو - ڈی منسٹر بھی هیں - ان پر کوئی سپرویزن گورنمنٹ آف انڈیا کا نہیں هے - البته جو گورننگ باڈی (Governing Body) هے اسمیں ڈاکٹر فرنچ اور ڈاکٹر ناریل والا بھی شامل هیں - مگر راست سپرویزن انکا نہیں هے -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - جن چیزوں پر دوسری جگه ریسرچ (Research) هورها هے کیا انہیں چیزوں پر یہاں بھی ریسرچ کیا جاتا هے ؟

شری بی - رام کشن راؤ - نہیں ایسا نہیں هے - دوسرے انسٹی ٹیوشن (Institution) کے ممبرس جب کسی دوسری جگه کسی سبجکٹ (Subject) پر ریسرچ کرتے هیں تو اوسی سبجکٹ پر یہاں ریسرچ نہیں کیا جاتا - اسطرح ڈوپلیکیٹ ریسرچ (Duplicate Research) نہیں کیا جاتا بلکه کوئی دوسرا سبجکٹ لیا جاتا هے - *

INSPECTION OF GOVERNMENT OFFICES

†*42 (70) *Shri V. D. Deshpande*: Will the hon. the Chief Minister be pleased to state :

(*a*) the number of offices inspected during 1952 by the Chief Inspector of Government Offices ?

(*b*) the special features of his enquiries and the benefits accrued therefrom ?

* 40. (46) & 41 (47) answers under the heading Unstarred Questions and Answers.

† This question standing in the name of Shri Ch. Venkatram Rao was put by Shri V. D. Deshpande under authorisation.

شری بی- رام کشن راؤ - اس سوال کے دو اجزا ' ھیں - پہلے جزو کا جواب یہ ھے کہ سنہ ۱۹۵۲ ع میں چیف انسپکٹر نے (۱۱۷) گورنمنٹ آفسس کا انسپکشن (Inspection) کیا ھے دوسرے جزو کا جواب میں نے سوال نمبر (۶۷۸) کے اجزا' ایک تا تین کے جواب میں گذشتہ سیشن میں تفصیل سے دیدیا ھے جبکہ آنریبل ممبر ورنگل نے یہ سوال کیا تھا - اس لئے میں سمجھتا ھوں کہ دوبارہ اس کے جواب کی ضرورت نہیں ھے -

شری وی-ڈی- دیشپانڈے- چیف انسپکٹر جو انسپکشن رپورٹ دیتے ھیں اوس کو کس حد تک پیش نظر رکھا جا تا ھے ؟

شری بی-رام کشن راؤ- اس کا جواب بھی میں نے سابقہ سوال کے موقع پر تفصیل سے دیدیا ھے تا ھم آنریبل ممبر کی تشفی کے لئے کہنا چاھتا ھوں کہ وہ چیف سکریٹری کے مشورہ سے اپنا پروگرام بناتے ھیں - جب ان کی رپورٹ آتی ھے تو ان پر غور کیا جاتا ھے - جو مشورے قبول کئے جانے کے لائق ھوتے ھیں وہ قبول کئے جاتے ھیں اور جو ناقابل عمل ھوتے ھیں مجبوراً ان کو چھوڑ دیا جاتا ھے - انھوں نے جو سجیشنس (Suggestions) دئے اور جن پر عمل کیا گیا اون کی وجہ سے بہت فائدہ ھوا ھے -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے -کیا اس سال پولیس ڈپارٹمنٹ کا انسپکشن ھوا ھے ؟

شری بی- رام کشن راؤ- مجھے یاد نہیں کہ اس سال آئی - جی - پی کے آفس کا انسپکشن ھوا ھے یا نہیں -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے-کیا اس طرح سالانہ انسپکشن کا انتظام نہیں ھے ؟

شری بی- رام کشن راؤ - انسپکشن تو ھوتے ھیں لیکن ان کے لئے کوئی خاص ڈیٹس (dates) فکس (fix) نہیں ھیں - جو بھی تاریخ کنوینینٹ (Convinient) ھو اس کے لحاظ سے انسپکشن کیا جاتا ھے - ایسا کوئی تعین نہیں کہ کسی خاص آفس کا انسپکشن کسی خاص معینہ تاریخ کو ھوگا -

P. S. C. Report

†*43 (71) *Shri V. D. Deshpande* : Will the hon. the Chief Minister be pleased to state :

(*a*) whether it is a fact that the Government have to accord sanction for the publication of the annual report of the Public Service Commission ?

---

†*This question was originally tabled by Shri Ch. Venkataram Rao but since Shri Venkataram Rao was not present the same was put by Shri V. D. Deshpande under authorisation.

(*b*) whether it is also a fact that the Hyderabad Public Service Commission has officially published its annual report for 1951-52 ?

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ (اے) جی نہیں۔ گورنمنٹ نے پبلک سروس کمیشن کو اس کی سالانہ رپورٹ (Annual Report) شائع کرنے کی منظوری نہیں دی۔ کنونشن (Convention) یہ ہے کہ رپورٹ سرکاری طور پر اس وقت تک شائع نہیں کی جاتی جب تک کہ وہ گورنمنٹ یا پبلک سروس کمیشن کی جانب سے اسمبلی کے سامنے پیش نہ ہو جائے۔ جب وہ پیش ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ایک میمورنڈم (Memorandum) بھی پیش ہوتا ہے جس طرح کانسٹی ٹیوشن میں ہدایت کی گئی ہے۔

بی۔ جس پبلیکیشن کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے کہ آفیشلی (Officially) ایسا کیا گیا اس کے تو معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ اگر اس کے معنی یہ ہیں کہ کمیشن نے یہ رپورٹ پریس کو رایلز (Release) کیا ہے تو یہ غیر صحیح ہے۔ اور نہ کمیشن نے کسی کو فروخت کیا ہے۔

سی۔ گورنمنٹ اور کمیشن میں اختلاف رائے ....

Mr. Speaker: In the printed list of questions, there are no parts (c) & (d). They need not be answered.

Shri V. D. Deshpande : But in the original questions, there are parts (c) & (d).

Mr. Speaker : We will have to go according to the printed list.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ میرا سوال یہ تھا کہ گورنمنٹ کی رائے اور پبلک سروس کمیشن کی رائے میں اختلاف ہے جس کی وجہ سے یہ رپورٹ، ہاؤس کے سامنے نہیں آئی ..

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ یہ گورنمنٹ کے پاس پیش ہوچکی ہے اور بہت جلد میمورینڈم کے ساتھ ہاؤس کے ٹیبل پر رکھی جارہی ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ پبلک سروس کمیشن سے رپورٹ چھاپی گئی تھی ؟ اخبارات میں بھی یہ رپورٹ چھپی۔ جس پر حکومت نے اعتراض کیا اور کہا کہ بیان واپس لے لیں۔ اور اخباروں کو یہ ہدایت کی گئی کہ رپورٹ پبلش (Publish) نہ کیجائے۔

شری بی - رام کشن راؤ- یہ صحیح نہیں ہے۔ اتنا واقعہ ضرور ہے کہ پبلک سرویس کمیشن نے گورنمنٹ کے پاس رپورٹ پیش کرنے کیلئے اسکو پبلش کروایا ۔ لیکن جیسے کہ عموماً ہوا کرتا ہے پبلش ہونے میں کاپیاں پریس کو ملجاتی ہیں ۔ کبھی کبھی سیکریٹ کرسپانڈنس (Secret correspondence) بھی پریس میں آجاتا ہے ۔ اسی طرح پبلک سرویس کمیشن کی رپورٹ کے کچھ اجزا پریس میں آگئے ۔ جس پر حکومت نے پبلک سرویس کمیشن سے یہ دریافت کیا کہ یہ رپورٹ کسطرح لیک (Leak) ہوئی ۔ معلوم ہوا کہ کمیشن نے خود اپنی طرف سے رپورٹ کو رلیز (Release) نہیں کیا ۔ طریقہ یہ ہے کہ پبلک سروس کمیشن اپنی رپورٹ پرنٹ کرنے کے بعد اسکو حکومت کے پاس بھیجتا ہے۔ حکومت اپنے تاثرات کو ایک میمورنڈم کی شکل میں مرتب کر کے راج پرمکھ کے پاس پیش کرتی ہے اور انکے آرڈر کے بعد اسے لیجسلیٹیو اسمبلی میں بھیجا جاتا ہے ۔ پروسیجر (Procedure) تو یہ ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا فرق صرف اتنا ہوا کہ کسی طرح یہ رپورٹ پریس کو ملگئی اور انہوں نے اسے چھاپ دیا۔

شری یم ۔ بچیا - پبلک سرویس کمیشن کی رپورٹ پرنٹ ہو کر اتنا عرصہ ہوا اسکے باوجود اب تک یہ اسمبلی کے سامنے کیوں نہیں آئی ؟

شری بی - رام کشن راؤ - راج پرمکھ کے آرڈر کے بعد یہ کاپیاں تیار ہو کر پرنٹ ہوتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ اب آگئی ہونگی۔

شری یم بچیا - کیا اب وہی اصل رپورٹ پرنٹ ہورہی ہے یا کوئی دوسری رپورٹ پرنٹ ہورہی ہے ؟

شری بی رام کشن راؤ - آنریبل ممبر انسینویشن (Insinuation) کررہے ہیں - انہیں اپنے الفاظ واپس لینا چاہئے ۔

Shri V. B. Raju ((Secunderabad-General): Is it a fact that the first report of the Hyderabad Public Service Commission was released by the Commission itself, or was it done by the Government ?

Shri B. Ramakrishna Rao : The previous report, *i.e.* the first report, was released by the Public Service Commission itself. Government, however, informed the Service Commission that according to convention, it had to submit the report to the Government before it is released. This suggestion was accepted by the Public Service Commission, who have agreed that thereport should not be released before it is submitted to Government.

Shri V. D. Deshpande : Is it only a convention or is it obligatory on the part of the Public Service Commission to submit the report first to Government ?

Shri B. Ramakrishna Rao : It is not merely a convention; but it is laid down in the Rules.

TANK BEDS

*44 (132) *Shri G. Sreeramulu* (Manthani) : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(*a*) whether it is a fact that the tank beds in Huzurabad taluqa are being given free by Tahsil Office without auctioning them as in other taluqs ?

(*b*) If so, for what reasons ?

منسٹر فار اکسائیز فارسٹس اینڈ ریوینیو (سری کے - وی - رنگ ریڈی) - اے - بعلقه کریمنگر جگبال مٹ پلی حضور آباد میں موسمی حالات خراب هونے کی وجه سے کلکٹر ضلع کریمنگر کی جانب سے یه تحریک هوئی تهی که هریجنوں اور دیگر بے زمین اسخاص کو اراضیات سکم تالاب آعلی دهاره خسکی در دیۓ جائیں اور انکا هراج نهو - اس کی منظوری مجلس مال نے دی - کریمنگر کے مابقی (۴) تعلقات میں بعض اراضیات سکم تالاب کا تحت ضابطه نیلام کیا گیا تها مگر ان تعلقات میں اب یه رعایت دیگئی هے که هریجنوں اور بےزمین اشخاص کو اعلی دهاره خشکی بر اراضیات سکم تالاب بغرض کاشت دیجائیں -

بی - موسمی حالات کے خراب هونے کی وجه سے حسب تحریک ضلع ایسا عمل کیا گیا -

Shri M. Buchiah : Mr. Speaker, Sir, I rise on a point of order. The question is addressed to the Chief Minister whereas it is being answered by the Minister for Excise.

Shri B. Ramakrishna Rao : It is absolutely within my right to ask any member of my Cabinet to answer the question.

مسٹر اسپیکر - وہ انکے ذمه هےاسلئے انهوں نے جواب دیا هے -

شری جی - سری راملو - کیا منسٹر صاحب بتلاسکتے هیں که اسطرح آکشن کیوں رکھا جارها هے ؟ پالیسی تو یه تهی که پولس ایکشن کے بعد زمینات فری (Free) دی جائینگی - لیکن اب اسطرح کیوں متزلزل پالیسی اختیار کیجارهی هے ؟

شری کے - وی رنگا - ریڈی - عام قاعدہ یه هے که شکم تالاب کی زمینات آکشن (Auction) کی جاتی هیں - لیکن خاص حالات کے تحت جیسے موسمی حالات هیں جنکا میں نے ابهی ذکر کیا هراج کا عمل نهیں کیا گیا -

شری جی - سری راملو - کیا یه عمل موسمی حالات پر منحصر هے یا هریجنوں کی مدد کرنے کی نیت سے ایسا کیا گیا هے ؟

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی عام طور پر جس طرح امداد کرنا ہو سمجھا جاتا ہے۔ اس سے پہلے کے سوال کے جواب میں بتایا جا چکا ہے کہ زمینات دیگئی ہیں۔ بارش نہ ہونے کی وجہہ سے انکی مزید امداد کرنا ضروری سمجھا گیا اسلئے غیر معمولی طور پر اراضیات کاشت کیلئے دیکر ان کی امداد کی گئی

شری گنپت راؤ وا گھمار ے (دیگلور۔ محفوظ) ۔ کیا عام طور پر ٹینک بڈس (Tank beds) ہریجنوں کو دینے کے احکام جاری کئے گئے ہیں ؟

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی۔ میں نے کہا ہے کہ ضلع سے تحریک ہوئی اور بورڈ نے اسکی منظوری دی ۔ منظوری کے بعد احکامات دئے گئے ۔ اس بناء پر اراضیات ہریجنوں کو کاشت پر دیگئیں ۔

شری گنپت راؤ وا گھمار ے ۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا عام طور پر اسی طرح ہریجنوں کو ٹینکس بڈس دینے کے احکامات ہیں ؟

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی ریونیو اور خارج کیا ہوا زمینات کی بابت آنریبل منسٹر نے جواب دیا ہے ۔ اس سے آپکو معلوم ہوا ہوگا ۔ لیکن محکمہ تالاب کی جائداد صرف ضلع کریم نگر میں وہاں کے خاص حالات کے تحت محکمہ تالاب کی اراضیات ہریجن دینے کی منظوری دی گئی ۔ مگر پورے ملک میں اراضیات محکمہ تالاب ہریجنوں کو دیدینے کے متعلق کوئی احکام نہیں دئے گئے ہیں ۔

شری کے۔ ایل۔ نرسمہا راؤ ۔ (یلندو) ۔ کیا آنریبل منسٹر جانتے ہیں کہ لینڈلس (Landless) لوگوں کے نام سے مالدار لوگوں کو زمینات دی گئی ہے ۔

Mr. Speaker : It is a general question.

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی۔ ایسا نہیں کیا گیا ہے ۔ اگر کہیں ایسا ہوا ہے تو یہ غلط عمل ہوا ہے ۔ گورنمنٹ کا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ مالدار لوگوں کو ہی زمینات دی جائیں ۔ البتہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ہریجنوں کوجو زمینات دی جاتی ہیں وہ ان زمینات کو مالدار لوگوں سے پیسہ لیکر ان کے ہاتوں فروخت کردیتے ہیں۔یہ ایک عام بات ہے ۔ صرف کریم نگر سے متعلق نہیں جب کبھی گورنمنٹ کے علم میں یہ بات آتی ہے تو اس کے اصلاح کی کوشش کی جاتی ہے ۔

شری مادھو راؤ نرلی کر ۔ کیا یہ صحیح ہے کہ اس طرح جو زمینات دی گئی ہیں وہ واپس لیے لی جارہی ہیں ۔

شری کے وی رنگا ریڈی ۔ ایسا کوئی واقعہ میرے علم میں نہیں ہے ۔

شری مادھو راؤ نرلی کر ۔ کریم نگر میں ایسے واقعات ہوے ہیں جس کی اطلاع گورنمنٹ کو کیگئی ہے ۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے ؟

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی - میں نے کہدیا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ میرے علم میں نہیں ہے -

شری جی سری رام لو - جب آپ یہ کہتے ہیں ... اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ جس کی بڈ Bid زیادہ ہو اس کو زمین دی جائے - اس طرح مالدار لوگ سب حاصل کرلیتے ہیں اور ہریجنوں کو کچھ بھی نہیں ملتا - آنریبل منسٹر کہتے ہیں کہ یہ مالدار [illegible] دی گئیں - کیا یہ دو متضاد باتیں نہیں ہیں ؟

Mr. Speaker : This is argumentative.

*45 (132-A) *Shri G. Sreeramulu* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(*a*) whether the Government propose to give the tank beds free to the Harijans and landless Kisans in the villages ?

(*b*) whether any order was passed for the tank beds to be given free to the Harijans without auctioning in Manthani taluka?

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی - اے - حکومت کے زیر غور ایسی کوئی تجویز نہیں ہے -

بی - ضلع کریم نگر کے دوسرے تعلقات کی طرح تعلقہ منتھنی میں بھی اراضیات شکم تالاب کے متعلق عمل کیا گیا -

شری جی - سری رام لو - ایسے احکام دیئے گئے تھے کہ زمینات لینڈلس (landless) کسانوں اور ہریجنوں کو دیئے جائیں .. لیکن اس سے پہلے ہی ہراجات ہوگئے - کیا ایسی صورت میں رقومات واپس دی جائیںگی ؟

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی - جہاں آکشن کے بعد قبضہ ہوگیا ہے اور کاشت ہوگئی ہے تو ایسی صورت میں زمینات چھینی نہیں گئی ہیں - البتہ جہاں تک عمل نہیں ہوا ہے وہاں ہریجنوں کو دی گئی ہیں -

شری ایم - بچیا - کیا آکشن میں صرف ہریجنوں کو ہی زمین دیجاتی ہے ؟

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی - آکشن صورت میں ہریجن اور غیر ہریجن کا سوال پیدا نہیں ہوتا -

شری جی - ہنمنت راؤ - خاص طور پر کریم نگر ضلع میں ہریجنوں کے ساتھ ایسا عمل کیوں کیا گیا ہے -

శ్రీ కె. వెంకయ్య (మధిర)—ఆ చెరువుల లో గట్టు ననక దున్నినట్లయితే చెరువులకు నష్ట మన్న విషయం మంత్రిగారికి తెలియునా ?

శ్రీ బి. రామకృష్ణారావు:—ఆ విషయం మంత్రిగారికీ, ప్రభుత్వానికి కూడా తెలియును. అందుకొరకే చెరువులలో భూములు ఎవరికీ ఇవ్వకూడదని రూల్స్ (Rules) ఉన్నవి. గాని ప్రత్యేకంగా హరిజనుల ఇబ్బందులను దృష్టిలో ఉంచుకొని ఆ చెరువులు మరమ్మతు అయ్యే వరకు హరిజనులకు ఇవ్వబడుతున్నాయి. ఆ చెరువులు మరమ్మతులు అయితే ఆ హక్కు ఉండదు. ఎందుచేతనంటే చెరువులు మరమ్మతు అయితే ఎక్కువ లాభం ఉంటుంది గనుక.

శ్రీ జి. హనుమంతరావు:—ఆ విధంగా ప్రత్యేకంగా కరీంనగర్ జిల్లాలో మాత్రమే ఎందుకు జరుగుతోంది?

శ్రీ బి. రామకృష్ణారావు:—కరీంనగర్ జిల్లాలో రెండు మూడు తాలూకాలలో మాత్రమేనని........

Mr. Speaker : It would be better if hon. Member speake in Hindi so that all the Members and I can also understand the question and the answer.

شری بی - رام کشن راؤ- آنریبل ممبرس اپنی اپنی زبانوں میں سوالات کرتے ھیں اس لئے مجھے بھی ان ھی زبانوں میں جوابات دینے کی سپھورتی (स्फूर्ति) ھوتی ھے - اس سوال کا جواب کہ کریمنگر میں خاص طور پر ایسا عمل کیوں کیا گیا آنریبل منسٹر کی جانب سے دیا جاچکا ھے - وھاں پر موسمی حالات خراب ھونے کی وجہ سے ھریجنوں کی مشکلات بڑھ گئی تھیں اس وجہ سے وھاں پر یہ خاص رعایت کیگئی ھے -

شری جی - ھنمنت راؤ- کیا ورنگل میں خاص حالات نہیں ھیں ؟

شری بی - رام کشن راؤ- ورنگل کیا ساری ریاست حیدر آباد میں خاص حالات ھوسکتے ھیں - لیکن جہاں گورنمنٹ کو زیادہ تکلیف اور پریشانی نظر آتی ھے وھاں ریلیف (Relief) دینے کی کوشش کیجاتی ھے - ورنہ ساری ریاست کا لحاظ کرتے ھوے ٹینک بڈس (Tank-beds) اگر ھریجنوں یا دوسرے لوگوں کو دیدیئے جائیں تو بڑا غضب ھوجائیگا -

Shri G. Hanumanth Rao rose—

Mr. Speaker : The hon. Member is going to Warangal and other districts whereas the question pertains only to Manthani taluq.

شری جی - ھنمنت راؤ- میں یہ پوچھنا چاھتا ھوں کہ کریمنگر میں ھی خاص طور پر ایسا عمل کیوں کیا گیا ؟ ورنگل میں بھی تو ایسے حالات ھیں -

Mr. Speaker : That is not relevant here.

Excess Collection by Makhtedar

*46 (133) *Shri. G. Sreeramulu* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(*a*) whether it is a fact that one Lokageri Pedda Ramanna, Makhtedar of Rudram village in Manthani taluqa collected Rs. 22,000 from the Shikmedars of this Billmakhta ?

(*b*) whether the Naib Tahsildar who enquired into the matter reported about the coercive methods adopted by the above Makhtedar ?

(*c*) whether and if so, what decision was given by the Deputy Collector of Huzurabad to whom the Shikmedaras requested for refund of the excess amounts collected ?

شری بی - رام کشن راؤ - یہ سوال ایک پرٹیکار کیس (Particular case) کے بارے میں پوچھا گیا تھا اس کے بارے میں تحقیقاتی رپورٹ دینے کے لئے کلکٹر کو حکم دیا گیا ھے - کل تک بھی کلکٹر کے پاس سے رپورٹ وصول نہیں ھوئی - جب رپورٹ وصول ھوجائیگی تب اسکی تفصیلات آنریبل ممبر کو دیجائینگی -

شری جی - سری راملو - اس کے بارے میں ایک درخواست دیگئی تھی - درخواست کا فیصلہ بھی ڈپٹی کلکٹر نے کردیا اور موقع پر پہنچکر تحققات کی رپورٹ بھی کلکٹر کے پاس آچکی ھے - لیکن مجھے افسوس ھے کہ وہ ابھی تک حکومت کے پاس نہیں پہنچی -

شری بی - رام کشن راؤ - ممکن ھے ابھی تک رپورٹ کلکٹر کے پاس ھی ھو اور حکومت کو وصول نہ ھوئی ھو -

INAM LANDS

*47 (176) *Shri K. Venkatram Rao* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(*a*) what is the area of the inam lands in the State ?

(*b*) what would be the income of the Government if all the Inam lands would be enfranchised ?

(*c*) whether the Government is considering about the abolition of all the Inams ?

شری بی - رام کشن راؤ - اس سوال کے (۳) جزو ھیں - (اے) کا جواب یہ ھے کہ پورے انعامی اراضیات کا رقبہ (۳۳۲۶۳۲) ایکرھے (بی) کا جواب یہ ھے کہ تخمینہ لگایا گیا ھے کہ (۳۳۲۶۳۲) کی مالگزاری غالباً (۳۲) لاکھ ھوگی - (سی) کا جواب یہ ھے کہ ایک بل انٹروڈیوس کیا گیا ھے جس کی رو سے سرویس انعام - خدماتی انعام جو میت سندھیوں وغیرہ کو دئے جاتے ھیں - مذھبی خدمات کے انعام اور چیارٹ ایبل (Charitable) انعامات کو مستثنی کر کے سارے انعامات کو انفرنچائز (Enfranchise) کیا جائیگا - یہ بل جب پیش ھوجائیگا تو یہ انعامات خود بہ خود ابالش (Abolish) ھوجائینگے اور وہ تمام انعامات آٹومیٹکلی (Automatically) پٹہ کی حیثیت میں کنورٹ (Convert) ھوجائینگے -

شری وی ۔ ڈی ۔ دشپانڈے ۔ میرا سوال نه هے که جن انعامی اراضیات کو آپ مستثنی کرنے والے هیں اون کا رقبه کتنا هے ؟

شری بی ۔ رام کشن راؤ ۔ اس کے بارے میں فیگرس (figures) کلکٹ (Collect) نہیں کئے گئے لیکن اندازه لگایا گیا هے که قریب قریب (۸۰) فیصد رقبه هوگا ۔ صحیح فگرس کلکٹ نہیں کئے جاسکے ۔

شری پاپی ریڈی ۔ جب یه انعامات پٹه میں تبدیل کئے جائینگے تو جو کسمکار ۳۰۔۴۰ سال سے کاشت کررهے هیں اورجنہوں نے باؤیاں کھود کر زمینات کو قابل کاشت بنایا هے اور موضع بسائے هیں اون کے رائٹس (Rights) کا کیا هوگا ؟

شری بی ۔ رام کشن راؤ ۔ اس کے متعلق پرپوزڈ بل (Proposed Bill) میں پروویژن (Provision) موجود هے که جو انعامات پٹه میں کنورٹ (convert) هوجائینگے ان انعامداروں کی حیثیت پٹه داروں کی نه رهیگی بلکه اگر اون کا قبضه مقرره مدت تک ره چکا هے تو وه پروٹکٹڈ ٹیننٹس (Protected Tenants) هوجائینگے ورنه معمولی ٹیننٹس کی حیثیت سے رهینگے ۔ بهر حال ٹیننسی ایکٹ (Tenancy Act) تمام پٹه داروں سے جسطرح متعلق هوگا اسی طرح اون سے بھی متعلق هوگا ۔

شری کے ۔ وی ۔ راما راؤ ۔ انفرانچائزمنٹ (Enfranchisement) کا قانون پہلے بھی تھا ۔ اس پر کیوں عمل نہیں کیا گیا ؟

شری بی ۔ رام کشن راؤ ۔ اس وجه سے وه ناکافی سمجھا گیا که وه انفرانچائزمنٹ قانون نہیں تھا بلکه (۸-۱) یعنی دو آنے اسسمنٹ (Assessment) رکھنے کے متعلق قانون تھا ۔ گزشته سال اس گورنمنٹ کے فارمیشن (Formation) کے ڈیڑھ ماه قبل هی وه پاس هوچکا تھا ۔ جب موجوده گورنمنٹ آئی تو یه مناسب سمجھا گیا که (⅛) اسسمنٹ نه هونا چاهئے بلکه فل (Full) اسسمنٹ لیا جانا چاهئے ۔ اسی وجه سے ایسا بل پرموٹ (Promote) کیا گیا هے ۔

Conference of Governors & Rajpramukhs

*48. (177) *Shri K. Venkatram Rao*: Will the hon. Chief Minister be pleased to state:

(*a*) Is it a fact that the Rajpramukh of Hyderabad has not attended the Conference of Rajpramukhs and Governors held at New Delhi?

(*b*) If so, what are the reasons?

(*c*) Who represented him at the said conference?

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اس سوال کے بھی تین جزو ہیں۔ پہلے جزو کا جواب ہے هاں۔ دوسرے جزو کا جواب یہ ہے کہ صحت کی وجوہات کی بناء پر وہ نہیں گئے۔ تیسرے جزو کا جواب یہ ہے کہ کوئی نمائندگی نہیں ہوئی۔

شری کے۔ وی۔ راما راؤ۔ صحت کی وجوہات کی بناء پر نہیں گئے یا وہاں جانا انہوں نے کسر شان سمجھا ؟

Mr. Speaker : I can't allow that question.

CONGRESS SESSION

*49 (130) *Shri G. Sreeramulu* : Will the hon. Minister for Local Self Government be pleased to state :

(*a*) the amount of loan obtained by the Hyderabad Municipal Corporation from the Government for construction dust proof (cement) roads in connection with the Congress Session in January, 1953 ?

(*b*) the rate of interest charged thereon and the number of instalments in which the loan is to be repaid ?

شری انا راؤگن مکھی۔ پہلے جزو کا جواب یہ ہے کہ کانگریس کے اجلاس کے سلسلہ میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے بلدیہ حیدرآباد نے کوئی قرضہ حاصل نہیں کیا۔ سوال کا دوسرا جزو پیدا نہیں ہوتا۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ کیا حال ہی میں یہ جواب نہیں دیا گیا کہ میونسپل کارپوریشن کو (۴۰) ہزار روپیہ بطور لون (Loan) دئے گئے ہیں ؟ کیا آنریبل منسٹر اس کو نہیں جانتے ؟

شری اناراؤگن مکھی۔ گرانٹ کے طور پر دئے گئے ہیں۔ قرضے کے طور پر نہیں دئے گئے۔ سوال یہ تھا کہ کیا قرضہ دیا گیا ہے۔ گرانٹ کے طور پر ضرور رقم دیگئی ہے۔

شری جی۔ سری راملو۔ کیا اس سے زیادہ کام اسٹیٹ میں نہیں تھا جو کانگریس سشن (Congress Session) کے سلسلہ میں رقم دیگئی ؟

شری اناراؤگن مکھی۔ کانگریس سشن کے سلسلہ میں نہیں دیگئی بلکہ تعمیر سڑك کے سلسلہ میں یہ رقم حیدرآباد میونسپل کارپوریشن کو دیگئی۔ جو ایک مستقل اور ضروری کام ہے۔ اس کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ پہلے (۲) لاکھ (۸۳) ہزار روپیہ دئے گئے پھر (۱۰۸۰۰) روپیہ دئے گئے اور بعد میں کنسرویینسی اسٹاف (Conservency Staff) اور جنرل ریوینیو (General Revenue) کے تحت (۴۰) ہزار روپیہ دئے گئے۔

شری جی۔ سری راملو۔ نانل نگر تک سڑك تعمیر کرنے کی کیا ایسی ہی ضرورت تھی ؟

شری انا راؤ گن مکھی ۔ نائل نگر نہیں بلکہ شہر حیدر آباد میں سڑکوں کی تعمیر کیگئی ۔

SURVEY & PLAN FOR WATER SCHEME

*50 (173) *Shri K. Venkatram Rao* : Will the hon. Minister for Local Self Government be pleased to state :

(*a*) Is it a fact that the survey and plan for the water scheme for Nalgonda was prepared by the previous Government prior to Police Action ?

(*b*) If so, why was it not executed ?

شری انا راؤ گن مکھی ۔ سربراهی آب نلگنڈہ کے لئے اگسٹ سنہ ۹۴۹ء میں ایک اسکیم تیار کیگئی تھی جس کے اخراجات کا اندازہ (۱۸۲۱۰۰۰) روپیہ تھا ۔ دوسرے جزو کا جواب یہ ہے کہ عدم موجودگی گنجائش کی وجہ سے اس اسکیم کو ھاتھ میں نہیں لیا جاسکا ۔

RESTRICTIONS ON MUSLIMS

*51 (26) *Shri M. Buchiah* : Will the hon. Minister for Labour, Rehabilitation, Information and Planning be pleased to state :

(*a*) Whether there are any rules restraining the Muslims from selling, in times of need, movable or immovable properties ?

(*b*) If so, the reasons for formulating such rules ?

(*c*) If not, why are the Muslims being restrained from such sales ?

هوم منسٹر (شری دگمبر راؤ بندو) ۔ عام طور پر مسلمانوں کو اپنی جائداد بیچنے پر کوئی پابندی عائد نہیں کیگئی ۔ اور نہ ایسے کوئی قواعد ہیں ۔ دوسرے اور تیسرے جزو کا جواب یہ ہے کہ یہ سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

شری ایم ۔ بچیا ۔ کیا مسلمانوں کو انٹنڈنگ ایواکیوی (Intending evacuee) کہکر اون کو جائداد بیچنے نہیں دیا جاتا ؟

شری دگمبر راؤ بندو ۔ وہتو انٹنڈنگ ایواکیوی قانون کے تحت کیا جاتا ہے ۔ جو اشخاص کے بارے میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ انٹنڈنگ ایواکیوی ہیں تو اون پر تحدید عاید کیجاتی ہے ۔ لیکن جو لوگ اپنے حالات کے تحت اپنی جائداد بیچنا چاہتے ہیں وہ کسٹوڈین (Custodian) کی اجازت سے ایسا کرسکتے ہیں ۔

شری رنگ راؤ دشمکھ ۔ کیا مسلمانوں کی جائداد یا جو لوگ پاکستان گئے ہیں اون کی جائداد حکومت اپنے قبضہ میں لیتی ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - جوکچھ بھی عمل ہوتا ہے وہ ایواکیوی پراپرٹی ایکٹ (Evacuee Property Act) کے تحت ہوتا ہے -

شری ایم - بچیا - کن لوگوں کو انٹنڈنگ ایواکیوی قرار دیا جاتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - جو لوگ کہ انٹنڈنگ ایواکیوی ہوں -

شری ایم - بچیا - کتنے دن کے بعد انٹنڈنگ ایواکیوی قرار دیا جاتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - جب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آدمی مستقل طور پر پاکستان جانے والا ہے تو اوس کو انٹنڈنگ ایواکیوی سمجھا جاتا ہے اور اوس قانون کے تحت عمل کیا جاتا ہے -

شریمتی شاہ جہاں بیگم - لیکن بعض لوگ ایسے ہیں جو پاکستان گئے اور وہاں سے واپس آگئے لیکن اون کی پراپرٹی (Property) واپس نہیں کیگئی -

شری دگمبر راؤ بندو - اگر ایسے خاص مقدمات کا حوالہ دیا جائے تو تحقیقات ہوسکیگی -

شریمتی شاہ جہاں بیگم - عموماً تحقیقات کئے بغیر محض کسی شخص کے ایک لیٹر لکھنے پر کہ فلاں آدمی پاکستان جانا چاہتا ہے اوسکی جائداد کو ایواکیوی پراپرٹی قرار دیا جاتا ہے -

شری دگمبر راؤ بندو - یہ صحیح نہیں ہے کہ تحقیقات کئے بغیر ایسا کیا جاتا ہے -

Mr. Speaker : This is a hypothetical question. It is not intended for eliciting information.

شری جی - ہنمنت راؤ - انٹنڈنگ ایواکیوی کون قرار دیتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - وہ قانون آپ پڑھ لیں - اوس میں سب صراحت موجود ہے -

شری جی - ہنمنت راؤ - کیا پولیس کی رپورٹ کی بنا پر کسی کو انٹنڈنگ ایواکیوی قرار دیا جاتا ہے یا محض کسی آدمی کے ایک لیٹر لکھدینے سے قرار دیا جاتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - اوس قانون میں یہ تمام صراحت موجود ہے کہ کس کو انٹنڈنگ ایواکیوی قرار دیا جانا چاہئے - اس کا اعلان کس طرح کرنا چاہئے - اوس کی پراپرٹی کے بارے میں کیا عمل کرنا چاہئے وغیرہ وغیرہ -

Unstarred Questions and Answers

YETTI

25 (36) *Shri Ch. Venkatram Rao* : Will the hon. Minister for Social Service be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the Harijans are being forced to do Yetti in Husnabad area of Karimnagar taluqa, Nekkutla and

Yesantapuram villages of Jangaon taluq by the above village Patel Patwaries ?

(b) If so, what action the Government have taken in the matter ?

The Minister for Social Service (*Shri Shanker Dev*) : (a) No instance of forcing Harijans to do Yetti in Husnabad area of Karimnagar taluq was brought to the notice of any Revenue Officer. Similarly in Nellutla and Yesantapuram villages of Jangaon taluq, Harijans are not being forced by Patels and Patwaris to do Yetti.

(b) Does not aries.

EVENING COLLEGES

*40 (46) *Shrimati S. Laxmi Bai* : Will the hon. Chief Minister be pleased to state :

(a) Whether the evening colleges are self supporting ?

(b) Whether here is any proposal to state Post Graduate classes in the evining colleges?

(c) If so, when are they going to be started ?

Shri B. Ramakrishna Rao : A statement of income and expenditure for the last 3 years is as under, in respect of the two Evening Colleges, one at Hyderabad and the other at Secunderabad :

EVENING COLLEGE, HYDERABAD.

	Income	Budget Provision of Expenditure.
	Rs.	Rs.
October, 1949 March, 1950 ..	24,346 :	20,447 :
1950 - 1951 ..	70,361 :	1,07,992 :
1951 - 1952	66,361 :	98,116 :

Evening College, Secunderabad.

	Income	Budget Provision of Expenditure.
October 1949 March, 1950. ..	7,290 :	8,676 :
1950 - 1951 ..	30,021 :	48,090 :
1951 - 1952 ..	11,121 :	42,536 :

It will be seen therefrom that except in the year 1949-50 in respect of the Evening College, Hyderabad these colleges have not been self supporting

(*b*) The Answer is in the negative.

(*c*) The question does not arise.

*41 (47) *Shrimati S. Laxmi Bai* : Will the hon. Chief Minister be pleasd to state:

Whether there is any proposal to admit Government servants to the Evening College who have passed their matriculation Examination by compartment system?

Shri B. Ramakrishna Rao : The answer is in the negative.

Motion Regarding Extension of time for the Presentation of Report by the Committee on Unemployment

Mr. Speaker : Let us proceed to the next item. Shri B. Ramakrishna Rao.

Shri. B. Ramakrishna Rao: Mr. Speaker, Sir I beg to move;

"That the time fixed for presentation of Report by the Committee on Unemployment upon the matters *viz.*,

(*a*) Unemployment and under-employment in the urban and rural areas of the State respectively ;

(*b*) ways and means of relieving the said unemployment and under-employment, and

(*c*) ways and means of arresting further growth of the said unemployment and under-employment in the State of Hyderabad,

shall stand extended up to 18th, July, 1953."

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - جو موشن هاؤس کے سامنے آیا ہے اس سلسلہ میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اس کے آگے یہ الفاظ امنڈمنٹ کے طور پر بڑھائے جائیں . . .

مسٹر اسپیکر - میں نے ابھی موشن (Motion) موو (move) نہیں کیا ہے -

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the time fixed for presentation of Report by the Committee on Unemployment upon the matters *viz.*,

(*a*) Unemployment and under-employment in the urban and rural areas of the State respectively,

(*b*) ways and means of relieving the said unemployment and under-employment, and

(*c*) ways and means of arresting further growth of the said unemployment and under-employment in the State of Hyderabad,

shall stand extended up to 18th July, 1953."

شری وی۔ڈی۔دیشپانڈے ۔ میرا امنڈمنٹ یہ تھا کہ اوس زمانے کے جو آنریبل لیبر منسٹر تھے اون کے زیر صدارت کمیٹی کام کررھی تھی ۔ مجھے نہیں معلوم کہ منسٹری سے استعفی دینے کے بعد کانسٹی ٹیوشنل پوزیشن کیا رھتی ھے . . . .

Mr. Speaker : In this connection, I shall read out Rule No. 186 of the Hyderabad Legislative Assembly Rules.

'The Minister in charge of the Department concerned shall, unless he waives his right to be Chairman, be the Chairman of every Committee appointed by the Assembly.

شری بی۔ رام کشن راؤ۔ اسی وجہ سے میں نے اس جزو کے بارے میں موشن میں کچھ نہیں کہا ۔ صرف تاریخ بڑھانے کی حد تک موشن لایا گیا ھے ۔ اس جزو کے بارے میں کہ موجودہ کانسٹی ٹیوشنل پوزیشن (Constitutional Position) کے بعد کون اس کے صدر رھینگے میں کل دوسرا موشن پیش کرنا چاھتا تھا ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ جو موشن ھاؤس کے سامنے پیش ھوا ھے میں اوسکو سپورٹ (Support) کرتا ھوں لیکن اس خیال کا اظہار کرنا چاھتا ھوں کہ آنریبل ممبر فرام سکندر آباد نے بہ حیثیت صدر جو کام کیا ھے اوسکو پیش نظر رکھنا چاھئے تاکہ اون کی پوری امداد ھمیں مل سکے ۔ اگر ممکن ھوسکے تو اون ھی کو چیرمن (Chairman) کی حیثیت سے باقی رکھا جائے ۔

شری بی ۔ رام کشن راؤ ۔ میں خود بھی کل اس سلسلہ میں ایک انڈپینڈنٹ موشن (Independent motion) پیش کرنا چاھتا تھا ۔ رھا آنریبل ممبر فار سکندر آباد کے کوآپریشن کا سوال تو اوس میں کوئی کلام نہیں ھوسکتا ۔ اگر وہ چیرمن نہ بھی ھوسکیں تو ایک زائد ممبر کی حیثیت سے اون کو کمیٹی میں شریک رکھا جاسکتا ھے ۔ یہ ایک بالکل صاف بات ھے ۔ اس میں کوئی مت بھید (मतभेद) نہیں ھے ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ میں اتنا ھی عرض کرنا چاھتا ھوں کہ جب وہ منسٹر تھے تو اپنے کاروبار کی وجہ سے کمیٹی کے سلسلہ میں اوتنا وقت نہیں دے سکتے تھے جتنا کہ دینا چاھئے تھا ۔ چنانچہ پچھلے سال صرف دو سٹنگیں (Sittings) ھی

ھوسکے ۔ ھم کو ۳ ماہ کی مدت دیگئی ہوی لیکن کام جو کیا گیا وہ ۳ ماہ ۔ ۱ تک کا تھا ۔ اس لئے میرا یہ کہنا کہ انہیں پرانا تجربہ حاصل ہے اور اب وہ منسٹر بھی باقی نہیں رہے اس لئے وہ کافی وقت دے سکینگے ۔ انہیں ھی اس کا چیرمن باقی رکھا جائے تو مناسب ہوگا ۔ میں اس موشن کے رپورٹ میں ہوں لیکن اگر حکومت اس کا بھی خیال رکھے تو مناسب ہے ۔

Mr. Speaker : The question is :

"That the time fixed for presentation of Report by the Committee on Unemployment upon the matters, *viz.*,

(*a*) Unemployment and under-employment in the urban and rural areas of the State respectively,

(*b*) Ways and means of relieving the said unemployment and under-employment, and

(*c*) Ways and means of arresting further growth of the said unemployment and under-employment in the State of Hyderabad,

shall stand extended up to 18th July, 1953."

THE MOTION WAS ADOPTED

We shall now take up the general discussion on the Budget.

General Discussion on the Budget

شری وی۔ڈی۔ دیشپانڈے ۔ بجٹ کی جو کاپیاں ہم کو ملتی تھیں اسمیں کنٹنجنسیز (Contengencies) کی تفصیلات اور خرچ کا مواد بھی ھمکو ملتا تھا لیکن اس مرتبہ نہیں ملی ھیں ۔ میں ادباً عرض کرونگا کہ آنریبل ممبرس کو اسکی تفصیل ملنی چاھئے ۔ محکموں کی جو رپورٹ ھمکو ملتی ہے وہ بھی برائے نام دیگئی ہے اسمیں تفصیلات نہیں ملتی ھیں ۔ بجٹ کی کاپی دیجاتی ہے تو اسمیں کنٹنجنسی کی تفصیلات بھی ھمکو دیجانی چاھئیں ۔ میں یہ استدعا کرونگا کہ ھمیں تفصیلی رپورٹ ملنی چاھئے تاکہ ھم جو کروڑوں اور لاکھوں روپیوں کی منظوریاں دے رہے ھیں انکو کسطرح خرچ کیا جاتا ہے ھمیں معلوم ھوسکے ۔

Dr. G. S. Melkote : Sir, I would like to clarify the situation, and I shall do so tomorrow.

Mr. Speaker : Now, the discussion begins.

شری ایس۔ ایل۔ شاستری (بھودھن) ۔ کل مجھے تقریر کیلئے صرف دو منٹ ملے ھیں اسکے بعد اجلاس برخاست ھوگیا اسلئے پہلا موقعہ مجھے ملنا چاھئے ۔

مسٹر اسپیکر ۔۔ کیا کل آپ نے اپنی تقریر ختم نہیں کی تھی ؟

شری ایس ۔ ایل ۔ شاستری ۔ میں نے ختم نہیں کی تھی ۔

مسٹر اسپیکر ۔ پھر تو آپ شروع کیجئے ۔

(Mr. Deputy Speaker in the Chair).

శ్రీ యస్. యల్. శాస్త్రి—(బోధన్):

అధ్యక్ష మహాశయా,

నిన్నటి రోజున బడ్జెటు (Budget) మీద వివరించిన విధముగా, పంచవర్ష ప్రణాళికను గురించి ఒక ఆనరబుల్ మెంబరుగారు ఏమని చెప్పారంటే "పంచవర్ష ప్రణాళిక కేవలము కాగితం మీద యధాతథంగా ఉన్నదని, పని ఏమాత్రము చేయుట లేదని" అన్నారు. గాని పంచవర్ష ప్రణాళిక పని చేయవలెనంటే మనమందరము కూడా దాని విషయమై సహకరించి పని చేయవలసి యున్నది. దానికి కొంత టైము పడుతుంది. డబ్బు లేనిదే మనము ఏ పనియూ చేయలేము కాబట్టి మనమంతా ఓపిక పట్టి చూడవలసి యున్నది. దీనికి డబ్బు ఏ విధంగా సమకూర్చుకొనవలెనో మనమంతా కలిసి యోచించవలసి యుంటుంది. ఇదంతా ఒక్క రోజులో అయ్యే పనికాదు. "ఇవ్వాళ దేశమేమీ అభివృద్ధి కాలేదు. యధాతధంగానే ఉంది. ప్రభుత్వం ఏమీ చేయుటలేదు" అని విమర్శ చేశారు. గాని ఇంతకు ముందు ఏవిధంగా ఉన్నదో, ఇప్పుడు ఏవిధంగా ఉన్నదో సరిగా చూస్తే బోధ పడుతుంది. హరిజనుల అభివృద్ధికి ఒక కోటి డెబ్బై లక్షలు విడదీశారు. ఈ విధంగా చూచినట్లయితే వెనుకటికీ ఇప్పటికీ ఉన్న ప్రభుత్వ విధానంలో తేడా బోధ పడుతుంది.

పంచవర్ష ప్రణాళిక ఏదైతే ఉన్నదో అది చాలాభాగం కాగితంమీదే ఉన్నదిగాని దానివల్ల జనసామాన్యం ఏవిధంగానూ లాభం పొందుట లేదని అంటున్నారని చెప్పారు. నిజానికి చూస్తే ఎందుకు లాభం పొందుట లేదు? ఇదివరకటికన్న ఇప్పుడు దేశంలో ఎక్కువ వ్యవసాయాభివృద్ధి జరుగుచున్నది. విద్యా విధానంలో, అభివృద్ధి జరుగుచున్నది. ఇంతేగాకుండా ఇంకా ఎన్నో విధమైన సౌకర్యాలు ప్రజలకు కలుగజేయబడు తున్నాయి. ఇవన్నీ జరుగుచుండగా ఆ మెంబరుగారు "ఏమీ పని చేయుటలేదు" అన్న భావములో ఏముందో నాకు అర్థం కావడంలేదు. ఈ పంచవర్ష ప్రణాళిక ఒక మహత్తరమైనటువంటి కార్యక్రమం. దీని నిర్వహణకు కావలసిన సామగ్రిని మనమంతా సమకూర్చుకోవాలి. లేక విశ్వామిత్ర సృష్టిలాగా, స్వర్గానికి ప్రతిసృష్టిగా చీఫ్ మినిష్టరుగాని, ఫైనాన్సు మినిష్టరుగాని సృష్టి చేయగలిగితే కళ్ళ ఎదుట కనబడుతుంది గాని అది సాధ్యం కాదు. డెమోక్రసీ (Democracy) ఉన్న ఏ దేశంలో చూచినప్పటికీ, ఆ దేశాన్ని అభివృద్ధి చేయడానికి, వారి ప్రణాళికలు అమలు పరచడానికి ఎన్నో సంవత్సరాలు పట్టాయని వాటి చరిత్ర చూస్తే తెలుస్తుంది. ఈ రోజున మా మిత్రులు ప్రేమించేటటువంటి రష్యాదేశంలో కూడా, ఆ దేశాన్ని అంత అభివృద్ధిలోకి తీసుకురావడానికి ఎన్నో సంవత్సరాలు పట్టింది. కాబట్టి మన పంచవర్ష ప్రణాళిక ఉట్టి కాగితంమీదనే ఉన్నదని, ఏమీ పని చేయుట లేదని విమర్శ చేయుట అసందర్భంగా కనబడుతోంది. ఏమీ విమర్శ చేయకూడదని నా అభిప్రాయం కాదు.

విమర్శ చేసేటప్పుడు, ఆ పని ఏవిధంగా చేయాలో, అందరి సహకారం ఏవిధంగా కావాలో తెలియజేసే విషయాలన్నీ కూడా చెప్పాలి. అంతేగాని ఇక్కడ కూర్చొని ఏవో పొలిటికల్ స్పీచ్ (Political Speeches) లాగా మాట్లాడటం తప్పు. ప్రజలకుండే కష్టాలేమిటో తెలుసుకొని, వారికి కావలసిన సౌకర్యాలు కలుగ జేయడానికి కావలసిన డబ్బు ఏ విధంగా సమకూర్చుకోవాలో కూడా మనమందరము ఆలోచించ వలసిన విషయం. అది లేకుండా ఈ బెంచీలలో కూర్చొని ఒకరినొకరు విమర్శ చేసుకుంటే ప్రయోజనం లేదు. పల్లెటూళ్ళలో ప్రతివారి వద్దకు వెళ్ళి పంచవర్ష ప్రణాళికకు ఏవిధమైనటువంటి సహకారం వారివల్ల దొరక గలదో తెలుసుకుంటే మనకు బోధ పడుతుంది. ఇక్కడ కూర్చొని విమర్శలు చేసినందువల్ల దేశాన్ని వృద్ధిలోకి తీసుకోపోలేము. ఇక్కడ విమర్శలు చేసినంత మాత్రాన ప్రజలకు మేలు కలుగదు. ఏదో గొప్ప పరివర్తన చేసి ప్రజలను ముందుకు తీసుకవస్తారని మనలను ప్రజలు ఎన్నుకొని ఇక్కడికి పంపారు. ఆవిషయం మరిచిపోయి మనం విమర్శలు మాత్రం చేసుకుంటూ కూర్చుంటే ఏమీ ప్రయోజనం లేకపోగా ఫలితం సూన్యంగా ఉంటుంది.

ఈ రోజున కమ్యూనిటీ ప్రాజెక్టులున్నచోట ఏ విధంగా పనులు జరుగుతున్నాయో, మా మిత్రులు చూచినట్లయితే బోధ పడగలదు. ఆ గ్రామాలను వృద్ధిలోనికి తీసుకు వస్తున్నారు. అవి ఎంత సౌభాగ్యవంతంగా ఉంటున్నాయో వాటిని చూస్తే బోధ పడుతుంది.

ఈ పంచవర్ష ప్రణాళికమీద ఇండియా గవర్నమెంటువారు హైదరాబాదు గవర్నమెంటువారు కూడా ఎక్కువ దృష్టిని కేంద్రీకరించి యీ పంచవర్ష ప్రణాళిక ఎక్కువ సఫలమయ్యేందుకు ప్రయత్నం చేస్తున్నారు. ఒక గవర్నమెంటు వారి వల్లే కాదు—మనంకూడా వారితో ఎక్కువగా సహకరిస్తేనే యీ ప్రణాళికగాని మరే ప్రణాళిక గాని ముందుకు వస్తాయి. అంతేగాని మనం ఇక్కడ కూర్చొని విమర్శలు చేస్తే యీ ప్రణాళికలు తయారు కావు. మనముందు మంచి మంచి స్కీములు (Schemes) ఉన్నాయి. ఐదు సంవత్సరముల లోపల మన దేశం ఎంత అభివృద్ధి లోనికి ఎంత ఉన్నతలోనికి వచ్చి ఎంత సౌభాగ్యంగా ఉంటుందో మనం అందరం కలసి పనిచేసిన తరువాత చూస్తే తెలుస్తుంది. అది లేకుండా, యీ రోజున ఏమీ కాలేదంటే ప్రయోజనం లేదు. అది మనమంతా కలసి పని చేస్తేనే సఫల మౌతుంది. లేకుంటే అట్లాగే ఉంటుంది.

ఈ సంవత్సరం బడ్జెటులో చాలా కొత్తపన్నులు వేయకుండానే, సరసంగానే ఫైనాన్స్ మినిస్టర్ (Finance Minister) గారు బడ్జెటును ప్రవేశ పెట్టారు. ఒకటి రెండు విషయాలు మాత్రము ఫైనాన్స్ మినిష్టరుగారికి జ్ఞాపకం చేయదలచుకొన్నాను. షుగర్ కేను (Sugarcane) మీద టన్నుకు రెండు రూపాయలు చొప్పున అంచనా వేసి ఎనిమిదిలక్షల ఆదాయం వస్తుందని బడ్జెటులో ఒక అయిటం (Item) చూపించారు. ఇప్పటికే షుగర్ కేన్ కల్టివేషన్ (Sugarcane Cultivation) క్రింద రైతుకు చాలా నష్టం కలుగుతోంది. వ్యవసాయదారుడుకి భూమి దున్నింది లగాయతు ఫ్యాక్టరీకి చెఱుకును తోలేవరకు ఒక ఎకరానికి తొమ్మిది వందల రూపాయలు దాకా ఖర్చు అవుతోంది. దీనిలో పంట ౨౦ టన్నుల నుంచి 30 టన్నుల వరకు వస్తుంది. దానిని ఫ్యాక్టరీకి తోలితే రూపాయి పదణాల చొప్పున ౨౦ రూపాయల వరకు దగ్గర దగ్గరగా వస్తుంది. అనగా ౨౦, 30 రూపాయల దాకా నష్టము వస్తుంది. ఇది గాక గత సంవత్సరం రూపాయి పధ్నాల్గణాలనుంచి రూపాయి పదణాలు చేయడంవల్ల రైతు దెబ్బ తిన్నాడు.

ఇక్కడ ఎకరానికి ౮౦ రూపాయల వరకు ఎస్‌ఎస్‌మెంటు (Assessment) ఉంది. ఇది గాక టన్నుకు ౨ రూపాయల చొప్పున 30 టన్నులకు ౬౦ రూపాయలున్నూ పైన చెప్పిన ౮౦ రూపాయలున్నూ కలిపితే ౧౦౦ రూపాయలు ఒక ఎకరంమీద రైతుకు పడుతోంది. ఇప్పటికే షుగర్‌కేన్ కల్‌టివేషన్ వల్ల ఎకరానికి నూరు రూపాయలవరకు నష్టపడుతున్న రైతును ఏవిధంగా వృద్ధిలోనికి తీసుక రాగలమో ఆలోచించండి. మైసూరులో సర్‌చార్జ (Surcharge) కూడా ఉన్నదని విన్నాను. గాని మైసూర్‌లోని భూములెటువంటివో, హైదరాబాదులోని భూములెటువంటివో చూడాల్సి ఉంది. మైసూర్‌లో కాస్టు ఆఫ్ కల్‌టివేషన్ రు. ౧ కి. రు. ౧–౮–౦ ఉంటే నిజామాబాదులో రు. ౧–౧౦–౦ వరకూ అవుతోంది. ఇది గాక ఫ్యాక్టరీ (Factory) చేర్చవేయడానికి రోడ్ ట్రాన్స్‌పోర్టేషన్ (Road Transportation) కి రు. ౧ కి ౨ అణాలు మినహాయిస్తుంటే రైతుకు రు. ౧–3–౦ వస్తోంది. ఈ విధంగా ఉంటే షుగర్‌కేన్ కల్‌టివేషన్ (Sugarcane Cultivation) చేసే రైతు అభివృద్ధి లోనికి రాక పోగా దెబ్బ తింటున్నాడు. హైదరాబాదులో గొప్ప ఇండస్ట్రీ (Industry) అనుకొన్న షుగర్‌ఇండస్ట్రీ (Sugar Industry) కి బాగా దెబ్బ తగులుతుంది.

శ్రీ జి. యస్. మేల్కోటే:—ఆనరబుల్ మెంబరుగారు తప్పు అభిప్రాయంలో ఉన్నారు. ఇది ఫ్యాక్టరీమీద తగులుతుంది. రైతుమీద తగలదు ఇది (Explanatory Memorandum) నాలుగవ పేజీలో సాఫ్‌గా వ్రాసి ఉన్నారు.

శ్రీ యస్. యల్. శాస్త్రి:—అయితే చాలా సంతోషం. ఇది ఫ్యాక్టరీనుంచి తీసుకొంటే నాకేమీ అభ్యంతరంలేదు. యీ ఏర్పాటు చేసినందుకు మంత్రిగారిని అభినందిస్తున్నాను.

ఇంకొక విషయం చెబుతాను. దానికికూడా సక్రమమైన జవాబు దొరుకుతుందని ఆశిస్తున్నాను. గ్రామాల్లో పంచాయితీలు పెట్టబడి గత సంవత్సరం చాలా-చోట్ల ఎలక్షన్స్ (Elections) జరుప బడ్డాయి. కాని అవి యధాతధంగా ఉండి సరిగా పని చేయలేదు. నేను చాలా చోట్ల విచారించగా పంచాయితీలకు గ్రాంట్సు లేనందున పని జరుగుట లేదని చెప్పారు. వీటికి ప్రభుత్వంవారు ఐదు లక్షలు కేటాయించారు. మనం ప్రతి గ్రామంలోనూ పంచాయితీ ఏర్పాటు చేసి వాటిని అభివృద్ధిలోకి తీసుకొని వచ్చి అక్కడ ఏ విధమైన లిటిగేషన్ (Litigation) లేకుండా పంచాయితీల ద్వారా గ్రామాలను అభివృద్ధిలోనికి తీసుకరావాలనుకుంటున్నాము. కాబట్టి పంచాయితీలకు తగిన ప్రోత్సాహమిచ్చి వాటిచేత సక్రమంగా పని చేయించి వృద్ధిలోనికి తీసుకరావాలని మనవి చేస్తున్నాను. ఈ సంవత్సరం బడ్జెటు చూస్తే గత సంవత్సరంలోవలె ఐదు లక్షలే ఉన్నాయి గాని ఎక్కువ చేసినట్లు కనబడుట లేదు. కాబట్టి దయచేసి ఏ విధముగా నైనా బడ్జెటులో ఈ మొత్తంను ఎక్కువ చేసి పంచాయితీలను సక్రమంగా పని చేయించాలని పంచాయితీ విషయంలో ఇదే నా ప్రపోజల్ (Proposal) అని మనవి చేస్తున్నాను.

ఈ రోజున బడ్జెటుమీద విమర్శలు జరుగుచున్నాయంటే ఇట్టి విమర్శలు చేయుట ఒక ఆచారమనుకొంటున్నాను. అపోజిషన్ బెంచెస్ (Opposition Benches) వారు ట్రెజరీబెంచస్ (Treasury Benches) వారిని విమర్శ చేయుట ఒక ఆచారమైపోయింది. గాని ఈ సంవత్సరం బడ్జెట్ను గురించి మా మిత్రులు అంత ఎక్కువగా విమర్శలు చేసినట్లుగా కూడా కనబడుట

లేదు. విమర్శ అంటే నాకూ ఇష్టమే. గాని యీ విమర్శల్లో సరియైన విమర్శ దొరకలేదు. గాని నేను వారికి చెప్పేదేమంటే, ఎక్కువగా విమర్శలు చేసేటప్పుడు ప్రభుత్వమునకు చేయవలసిన ప్రపోజల్స్ (Proposals) కూడా యివ్వవలసి యుంటుంది. ఈ విధంగా మన మందరము కలసి పని చేసుకొన గలిగితే ఎక్కువ సంతోషమైన విషయం. అంతేకాని ఒక్కరోజులో దేశం అంతా ఉన్నతి పొందాలంటే సాధ్యం కాదు. ఈ రోజున ఎన్నో పొలిటికల్ పార్టీస్ (Political Parties) ఉన్నాయ్. ఇక్కడ ఈ పొలిటికల్ పార్టీస్ పోరాటాలతో సంబంధం పెట్టుకొంటే ప్రజలకు సౌకర్యాలు కలుగ జేయలేము. పొలిటికల్ పార్టీస్ (Political Parties) తో సంబంధం పెట్టుకొని ఎలక్షన్స్‌లో గెలచి ఇక్కడకు రావచ్చును. గాని మన మంతా ఇక్కడ కూర్చున్నప్పుడు గ్రామాలలో ఉన్న అన్ని కుటుంబాల వారికి అనగా దేశం మొత్తంమీద అందరికి సౌకర్యములు ఏవిధముగా చేయాలనేది మనమిక్కడ ఆలోచించాలి పొలిటికల్ పార్టీస్ (Political Parties) దృష్టిని ఇక్కడ విస్మరించి మనమంతా కలసి పని చేయాలి.

మన గవర్నమెంటుకూడా లాండ్ రిఫారమ్స్ బిల్లు (Land Reforms Bill) తయారు చేసింది. అది ఇప్పుడు ప్రవేశ పెట్టబడింది కూడాను. ఈనాముల బిల్లుకూడా వచ్చింది. ఇటువంటి పురోభివృద్ధి బిల్లులు వస్తున్నాయ్. వీటన్నింటిలో మీరుకూడా సహాకరించి మనమంతా కూర్చుని యీ బిల్లులు అంతా సక్రమంగా ఎట్లు పని చేస్తాయో ఆలోచిస్తే మన దేశములోని ప్రజలకు ఎంతో మేలుచేసిన వారమవుతాము. ఏమి చేయలేదనడము కంటే ఏమి చేయాలో సలహాలివ్వాలని కోరుతున్నాను.

ఈ ముల్కీ నాన్ ముల్కీ ఉద్యమంలో చీఫ్‌మినిస్టర్‌గారు సహాకరించలేదని ఆ విషయాన్ని పొలిటికల్ (Political) గా తీసుకొని మాట్లాడారు. అక్కడ ప్రజలను రెచ్చగొడుతూ, ఇక్కడ మంత్రుల సహాకారము లేదని చెబుతున్నారు. అక్కడ ప్రజలకు చెప్పి రెచ్చగొట్టేదొకటి; ఇక్కడకు వచ్చి చెప్పేది ఒకటి జరుగుతున్నది. అసలు విషయము వాళ్ళ అంతరాత్మకే తెలుసు. కాబట్టి వీటివల్ల ఏమీ ప్రయోజనము లేదు. మనమందరము ఎంతో ఓపికతో, ఎక్కువ శ్రద్ధతో ప్రతివాళ్ళు యీ దేశము మనదే ననుకొని మనమేం అంతకు బాధ్యుల మనుకొని పనిచేస్తే యీ దేశం ఎక్కువ వృద్ధిలోనికి రాగలదని ఆశిస్తూ ఇంతటితో విరమిస్తున్నాను.

شری کے وینکٹ رام راؤ (جنا کونڈور)۔ ہمارے سامنے اس سال کا جو موازنہ پیش کیا گیا ہے اسکو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسکو بنانے والے آنرسل ممبر نے اپنے پیش نظر دولت کی منصفانہ تقسیم کو نہیں رکھا ہے ۔ اس بجٹ پر میرا سب سے پہلے یہ اعتراض ہے کہ اس بجٹ کی فینانسیل پالیسیز (Financial Policies) کے نتیجے کے طور پر امیر زیادہ امیر ہو جاتا ہے اور غریب زیادہ غریب ۔ میں یہ واضح کرنے کی کوشش کرونگا کہ اس بجٹ سے عوام پر کسطرح بار ڈالا جارہا ہے ۔ فینانس [illegible] اسپیچ میں فرماتے ہیں کہ حیدرآباد کا فینانسیل پوزیشن ساونڈ (Sound) [illegible] تفصیلات میں نہیں جاؤنگا کیونکہ میرے ساتھی ممبروں نے تمام پہلوؤں پر

فیکٹس اینڈ فیگرس (Facts and figures) کے ساتھ تفصیلی روشنی ڈالی ہے - فینانس منسٹر نے اپنے اس خیال کے ساتھ بجٹ میں (۳۲) لاکھ روپئے کا خسارہ بتایا لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ خسارہ صرف (۳۲) لاکھ ہی نہیں بلکہ زیادہ ہے - ان مدات کو جو سنٹر سے قرض یا گرانٹس کی صورت میں ملے ہیں اگر ملا لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ در اصل خسارہ کی مقدار کیا ہے - اس سلسلے میں میں یہ عرض کرونگا کہ سنٹر سے اس سال (۳۳۳) لاکھ روپئے گرانٹ ملی ہے - (۲۰) لاکھ روپئے تعلیم کے لئے ملے ہیں - ۳۰ لاکھ کے منجملہ کچھ قرض اور کچھ گرانٹ کی صورت میں تالابوں اور کنٹوں وغیرہ کی تعمیر کے لئے ملے ہیں - ۳۷ لاکھ روپئے لیبر ہاؤزنگ کے لئے ملے ہیں - ۲۰ لاکھ روپئے سنٹرل روڈ فنڈ میں ملے ہیں - اس طرح لگ بھگ ۴۴۴ لاکھ روپئے ہوتے ہیں اگر ان میں ۳۲ لاکھ روپئے جو خسارہ میں بتائے گئے ہیں ملا لئے جائیں تو بجٹ کا حقیقی خسارہ جملہ تقریباً (۴۷۵) لاکھ ہوتا ہے - لیکن بجٹ میں خسارہ کو اسطرح نہیں بتایا گیا ہے - بلکہ کچھ مدات یہاں اور کچھ مدات وہاں رکھدئے گئے ہیں - میں آنریبل فینانس منسٹر کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں -

اسکے بعد میں ان کمرشیل کنسرنس (Commercial concerns) کے بارے میں کچھ کہونگا جو حکومت کی جانب سے چلائے جا رہے ہیں - ان میں سے کئی کنسرنس گھاٹے سے چل رہے ہیں - جس کا اثر موازنہ پر پڑتا ہے - اضلاع میں ۱۲ مقامات پر الکٹرسٹی اسکیمس چلائی جا رہی ہیں ان میں سے ۷ اسکیمس گھاٹے سے چل رہی ہیں - اورنگ‌آباد کی الکٹر سٹی اسکیم میں (۲۹۵۸۶) روپیہ کا نقصان ہوا ہے - نظام آباد میں (۵۶۳۲۰) روپئے کا نقصان ہوا ہے - رائچور نے تو نقصان میں ریکارڈ بریک (Record break) کردیا ہے اس کا نقصان (۱۱۷۹۴۰) روپئے ہے - گلبرگہ الکٹر سٹی اسکیم میں (۲۰۶۴۳) روپئے کا نقصان ہے - یادگیر میں (۴۲۱۳۷) روپئے نقصان ہوا ہے - یلندو اسکیم میں گھاٹے کی مقدار (۸۱۱۲) روپئے ہے - کھمم میں (۲۰۶۸۰) روپئے نقصان ہوا ہے - ظاہر ہے کہ یہ نقصان ان کمرشیل کنسرنس کی افیشنسی (Efficiency) ٹھیک نہونے کی وجہ سے ہوا ہے - اگر ان کنسرنس کو بہتر طور پر چلایا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ فائدہ نہو -

اسی طرح کمرشیل کارپوریشن (Commercial Corporation) کے لئے گورنمنٹ نے اپنے رزرو فنڈ (Reserve Fund) سے (۸۴۹۰۰۰۰۰) روپیہ قرض دیا تھا - لیکن اب کمرشیل کارپوریشن تو ختم ہوچکا ہے اور گورنمنٹ کے ایک محکمہ سیول سپلائیز (Civil supplies) کے تحت ضم ہوچکا ہے - ایسی صورت میں حکومت کو غور کرنا چاہئے کہ وہ اپنے قرض کی وصولی کے لئے کیا کارروائی اختیار کرے - کمرشیل کارپوریشن کو مختلف تعلقہ اگریکلچرل کوآپریٹیو اسوسی ایشنس (Agricultural Co-operative Associations) سے رقومات وصول شدنی ہیں - حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن نے اپنے دیوالیہ ہونے کا اعلان کردیا ہے - ظاہر

ہے کہ حکومت نے جو بھی قرض دیا تھا وہ سود کی آس پر دیا تھا ۔ لیکن حالت یہ ہو گئی کہ سود بھی نہیں اور اصل بھی نہیں ۔ کیا اسکے معنے یہ لئے جائیں کہ سود اور اصل دونوں ڈوب گئے ؟ بہر حال حکومت کو اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے ۔

اسکے ساتھ ساتھ میں ایک اور چیز ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ۔ ہمارے اسٹیشنری اینڈ پرنٹنگ ڈپارٹمنٹ (Stationery and Printing Department) کی آمدنی (۲۹۲۰۰۰۰) بتلائی گئی ہے اور خرچ (۳۲۳۰۰۰۰) روپئے ہے ۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ اگر ایک معمولی چھاپہ خانہ بھی لگایا جائے تو وہ منافعہ سے چلتا ہے ۔ غور کرنے کی بات ہے کہ حکومت کا پریس اسقدر گھاٹے سے کیوں چل رہا ہے ۔

اسی طرح روڈ ٹرانسپورٹ ڈپارٹمنٹ میں سنہ ۱۹۵۱ - ۱۹۵۲ع میں جو آمدنی ہوئی تھی اس سال اس آمدنی کا اندازہ کم لگایا گیا ہے ۔ یہ بھی ایک کمرشیل کنسرن ہے۔ یہ تمام کمرشیل کنسرنس افیشینٹلی (Efficiently) نہیں چلائے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے حکومت کو گھاٹا ہی گھاٹا ہوتا جا رہا ہے ۔ یہ ہے ہمارے مالیات کا پوزیشن ۔ اگر میں اختصار کے ساتھ کہوں تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ ہمارے محفوظات کم ہوتے جا رہے ہیں ۔ قرضوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے ۔ اور ان قرضوں کی وجہ سے حکومت پر سود کا بار بھی عائد ہوتا جا رہا ہے ۔ ان حالات میں کیا یہ کہنا واجبی ہے کہ حکومت کے فینانسز ساؤنڈ (Sound) ہیں ؟ کیا یہ اطمینان بخش حالت کہی جاسکتی ہے ؟ اگر حکومت کو ایک خاندان تصور کیا جائے تو ٹریژری بنچز (Treasury benches) منتظم خاندان کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اس خاندان کی حالت اب یہ ہے کہ آمدنی کم ہے اور اخراجات زیادہ ۔۔ تھوڑی بہت باپ دادا کی کمائی ہوئی جو جائداد ہے وہ بھی بیچ کر کھالے رہے ہیں ۔ قرض پر قرض لے رہے ہیں ۔ سود بڑھتا جا رہا ہے ۔ جو کچھ معاملات ہیں وہ نقصان سے چل رہے ہیں ۔ اس طرح اگر مالی حالت ہو تو کیا یہ اطمینان بخش تصور کی جاسکتی ہے ؟ اسکے نتیجے کے طور پر عوام پر بار بڑھتا جا رہا ہے ۔

یہ چیز بھی خود حکومت کی مسلمہ ہے کہ حیدرآباد میں ٹیکزیشن اپنے انتہاء کو پہنچ گیا ہے ۔ اس سلسلہ میں فینانس کمیشن (Finance Commission) کی خدمت میں حیدرآباد کی جانب سے ایک میمورنڈم (Memorandum) بھی پیش کیا گیا تھا ۔ اگر اسکے فیکٹس اینڈ فیگرس (Facts and figures) کو آپ ملاحظہ کریں تو یہ چیز واضح ہو جائیگی ۔ اسکے صفحہ (۴۲) کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ خود حکومت نے اس چیز کو تسلیم کیا ہے کہ

"....There is, therefore, hardly any scope for further taxation in order to make good the anticipated deficit and any measures of any additional burden would naturally be resented and vehemently opposed...."

اس میں حیدرآباد میں فی کس پر کیاپٹا (Per Capital) جو ٹیکس کا بار عائد ہوتا ہے اوس کا ذکر کیا گیا ۔ اگر اس کو ملاحظہ کریں تو معلوم ہوگا کہ دیگر اسٹیٹس کے مقابلہ میں ہمارے پاس فی آدمی لگ بھگ (۱۰) روپیہ ٹیکس عائد کیا جاتا ہے ۔ صفحہ (۲۱) کو ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ سنہ ۵۲-۵۳ء کے پورے ریوینیو ٹیکس کا پرسنٹیج (۸۳ء۴۷) تھا ۔ اس سلسلہ میں اگر ہم بمبئی کے پرسنٹیج کو لیں تو معلوم ہوگا کہ وہاں کے ریوینیو ٹیکس کا پرسنٹیج (۳۲ء۸۹) ہے ۔ حکومت خود یہ تسلیم کرتی ہے کہ اب ہمارے پاس اضافہ ٹیکس کی گنجائش نہیں ہے .. اتنا ہی نہیں بلکہ ہمارے یہاں محصول مالگزاری کے تحت سنگین ٹیکزیشن عائد کیا گیا ہے ۔ میری پارٹی کے لیڈر نے جیسا کہ واضح کیا ہماری مالگزاری کے ٹیکس کا سسٹم ایکویٹ ایبل (Equitable) نہیں ۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی جانب سے ہر شخص پر کسی نہ کسی طرح کا ٹیکس عائد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر ہم یہاں کے دھارے اور محصول مالگزاری کا مقابلہ دیگر مقامات مثلاً مدراس وغیرہ سے کریں تو معلوم ہوگا کہ وہاں کے مقابلہ میں یہاں سنگین دھارے قائم کئے گئے ہیں۔ کانگریس حکومت جب سنہ ۱۹۳۷ء میں برسراقتدار آئی تو ریوینیو ٹیکس(Revenue Tax) کے بار کو کم کرنے کا اعلان کیا ۔ لیکن اب اگر مدراس اور ہماری مالگزاری کا مقابلہ کریں تو صاف طور پر واضح ہوجائیگا کہ جو مالگزاری یہاں وصول کی جا رہی ہے اور جو سنگین دھارے یہاں قائم کئے گئے ہیں وہ ری کنسیڈر (Reconsider) کرنے کے قابل ہیں ۔ اگر ہم فینانس منسٹر کی بجٹ اسپیچ(Budget Speech) کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ تلنگانہ کے کسانوں پر سنگین دھاروں کا جو بوجھ تھا اب وہ مزید ٹیکزیشن کی وجہ سے بڑھ رہا ہے ۔ اوس پر بوجھ پر بوجھ لادا جارہا ہے ۔ اب وہ کونسا نیا حملہ ہے جو یہاں بیٹھ کر عوام پر کیا جا رہا ہے ؟ میں اوس کو ہاؤس کے سامنے لانا چاہتا ہوں ۔ وہ ہیں پٹرول ٹیکس ۔ موٹر وہیکل ٹیکس ۔ شوگر کین ٹیکس اور پرمنٹ لیوی ۔ پٹرول ٹیکس اور موٹر وہیکل ٹیکس کے سلسلہ میں ہمارے سامنے جب ایکٹس (Acts) آجائینگے تو میں تفصیلی طور پر بحث کرونگا ۔ جہاں تک شوگر کین ٹیکس کا تعلق ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے کسانوں پر بار عائد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اس چیز کو آنریبل ممبر فرام بودھن نے بھی واضح فرمایا ہے ۔ لیکن میں ایک چیز اور بھی واضح کرنے کی ضرورت سمجھتا ہوں ۔ شوگر کین کا جو جو ٹیکزیشن ہے وہ ڈائرکٹ ٹیکزیشن (Direct Taxation) نہیں ہے بلکہ ان ڈائرکٹ ٹیکزیشن (Indirect Taxation) ہے ۔ فیکٹری کے مالک پر تو ٹیکس کا بار عائد نہیں ہوگا کیونکہ جب کوئی کسان اپنا گنا بیچنے کے لئے جائیگا تو فیکٹری کا مالک اوس سے ٹیکس وصول کرلیگا ۔ جس طرح کہ سیل ٹیکس (Sale-tax) میں ہوتا ہے ۔ جس میں پورا بار صارفین پر پڑتا ہے ۔ اسی طرح گنے کے ٹیکس کا بار بھی کسانوں پر عائد ہوگا ۔ یہ ظاہر فرمایا جا رہا ہے کہ اس ٹیکس کا بار فیکٹری کے مالک پرپڑیگا ۔ لیکن میں عرض کرونگا کہ یہ غلط

ہے ۔ یہ ان ڈائرکٹ ٹیکس ہے جس کا بار نظام آباد اور دوسرے مختلف مقامات جہاں کہیں گنا اگایا جاتا ہے وہاں کے کسانوں پر پڑیگا ۔ لیکن اس کے مضمرات کو اور اس میں جو چیزیں پائی جاتی ہیں اون کو چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔۔ اس لئے میں عرض کرونگا کہ گنا اگانے والوں پر اس ٹیکس کا بار پڑیگا ۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا اگر انکار کیا جائے تو یہ اپنے آپ کو ہی نہیں بلکہ دنیا کو فریب میں مبتلا رکھنے کے برابر ہوگا ۔ اتنا ہی نہیں بلکہ حکومت ہند کی دیگر پالیسیز بھی ایسی ہی ہیں ۔ مجھے یاد ہے کہ ایک قانون کے ذریعہ سے گنے کی قیمت میں کمی کردیگئی ہے ۔ جب قیمت کم ہوگئی تو اس کا بار بھی کسانوں پر ہی پڑا ۔ اس طریقہ سے کسانوں در پہلے ہی سے جو بار ہے اوس میں مزید اضافہ کیا جا رہا ہے ۔ اس چیز کو میں آنریبل منسٹر فار فینانس کے ملاحظہ میں لانا چاہتا ہوں ۔

بٹرمنٹ لیوی (Betterment levy) کا قانون سنہ ۴۴ میں نظام کے زمانہ میں بنایا گیا ۔ نظام کی حکومت کو یہ ہمت نہیں ہوئی کہ اس محصول کو عام لوگوں پر لادا جائے ۔ لیکن کانگریس حکومت آنے کے بعد جب کہ ہم ویلفیر اسٹیٹ (Welfare State) اور رام راج کا خواب دیکھ رہے ہیں بیٹر منٹ لیوی ٹیکن عائد کیا جا رہا ہے ۔ اس طرح بیٹر منٹ لیوی کے نام پر مزید اضافہ عائد کیا جا رہا ہے ۔ کسانوں کے جو پرابلمس (Problems) ہیں ان کے حل کرنے کے لئے تو آپ نے کچھ نہیں کیا بلکہ الٹا ان پر مزید بار عائد کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

فینانشیل پالیسیز (Financial Policies) کے متعلق مختلف ماہرین معاشیات کے درمیان ڈسکشن (Discussion) ہو رہے ہیں کہ اس ڈیفیسٹ (Deficit) فینانشیل پالیسی کے کیا اثرات ہونے والے ہیں ۔ میں اس سلسلہ میں چند کوٹیشنس (Quotations) ہاؤس کے ملاحظہ میں لانا چاہتا ہوں ۔ ڈیفیسنٹ فینانشیل پالیسی کی وجہ سے عوام پربلا واسطہ طور پر ان ڈائرکٹلی (Indirectly) حملہ کیا جا رہا ہے اور اون کو پریشانی میں مبتلا کیا جا رہا ہے ۔ اون پر ٹیکس کا بار عائد کرکے کانشسلی (Consciously) یا ان کانشسلی (Unconsciously) پیسہ کھینچا جا رہا ہے ۔ ڈیفیسٹ فینانشیل پالیسی کے سلسلہ میں میں مسٹر سی ۔ بن وکیل کا ایک کوٹیشن ہاؤس کے ملاحظہ میں لانا چاہتا ہوں ۔

"Deficit financing was a method by which the State drew its resources from the public by a process of squeezing which was neither understood nor realised by the majority of those who are squeezed,"

اس کے علاوہ ڈیفیسٹ فینانشیل پالیسی کے جوگرو ہیں مسٹر سی۔ ڈی دیشمکھ اون کے
کوٹیشن بھی پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ اب تو یہ صاحب ڈیفیسٹ فینانشیل پالیسی کی
وکالت کر رہے ہیں لیکن پچھلے دنوں ان کے جو خیالات رہے ہیں وہ میں پڑھ کر بتاؤنگا۔

"Deficit financing is a very untidy and disorderly way of taxing the people. It simply means that the poor are driven to the well, the rich made richer and the poor poorer. There is no discrimination and you are left with no choice. Government tax the money in the way of higher prices."

اس طرح ڈیفیسٹ فینانشیل پالیسی کی وجہ سے عوام پر مزید بار عائد کیا جانے والا ہے۔
کرنسی کے متعلق ....

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - آپ کو کافی وقت دیا گیا - اب زیادہ ٹائم نہیں دیا جاسکتا۔

شری کے۔ وینکٹ راماراؤ - کرنسی کی وجہ سے بہت سے پرابلمس پیدا ہو رہے ہیں جن کا اثر غریب اور متوسط طبقہ کے لوگوں پر پڑیگا۔ جو دیگر مسائل سامنے آرہے ہیں اون کے متعلق توخاموشی اختیار کی جا رہی ہے اور دوسرے مسائل پیدا کئے جا رہے ہیں۔ ڈیمانیٹائزیشن (Demonetisation) کی وجہ سے تو حقیقی طورپر کئی مسائل سامنے آجائینگے۔ اس کے بارے میں عوام کا ہی کہنا نہیں بلکہ گور والا کمیٹی کی رپورٹ میں بھی یہ چیز آپ پائینگے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ عوام کی اس دلیل میں ویالیڈیٹی (Validity) ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت کو غورکرنا پڑیگا۔ اس میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ کرنسی کے متعلق پالیسی پر غور کرنا پڑیگا۔

ان حالات کے باوجود فینانس منسٹر نے فرمایا کہ معاشی حالات ترقی کی راہ پر ہیں۔ غذائی مسئلہ کے متعلق آپ نے اپنے بجٹ اسپیچ کے آخری حصہ میں زور دیا ہے۔ اس سلسلہ میں میں ہمارے یہاں کے پروڈکشن (Production) کے کیا حالات ہیں اوس کے متعلق بعض فیگرس (Figures) ہاؤس کے سامنے لاناچاہتا ہوں تاکہ معاملہ صاف ہو جائے۔

سنہ ۴۲ - ۱۹۴۳ع میں (۹۸) لاکھ ایکڑ اراضی پر جوار کی کاشت کی گئی۔ جس میں سے (۷۱) لاکھ ٹن پیدا وار برآمد ہوئی۔ سنہ ۵۱ - ۱۹۵۲ع میں (۷۵) لاکھ ایکڑ اراضی پر کاشت ہوئی اور صرف (۹) لاکھ ٹن پیدا وار برآمد ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ ہمارے پاس ریٹ آف پروڈکشن (Rate of Production) گرتا جا رہا ہے۔ یہی حال چاول کا بھی ہے۔ سنہ ۴۲ - ۴۳ع میں (۱۱) لاکھ ایکڑ پر کاشت کی گئی جو پیدا وار برآمد ہوئی وہ (۴) لاکھ (۹۹) ہزار ٹن تھی۔ سنہ ۵۱ - ۵۲ع میں ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ (۱۵) لاکھ ایکریج بڑھ گیا لیکن اوٹ ٹرن (Out-turn) (۴) لاکھ رہا۔ گویا سنہ ۴۲ع میں جو اوٹ ٹرن تھا اوس سے کم رہا۔ ایکریج تو بڑھتا

جا رہا ہے لیکن پیدا وار میں کمی ہوتی جا رہی ہے - یہی حالت پلسس (Pulses)
کی بھی ہے - کمرشیل کراپس (Commercial Crops) گراؤنڈ نٹ
(Groundnut) کیاسٹر سیڈ (Castor seed) اورکاٹن (Cotton)
کی بھی یہی حالت ہے - اگر ان کے فیکٹس اور فیگرس کو سا منے رکھیں تو معلوم ہوگا
کہ انکا پراڈکشن مسلسل گرتا جا رہا ہے - ہماری معاشی حالت کی بنیاد زراعت ہے
لیکن پروڈکشن میں کمی کی وجہ سے زراعت میں اگر یرین کرائسس (Agrarian crises)
ہورہا ہے- اور اس کا اثر دوسرے معاشی شعبوں پر بھی پڑنا لازمی ہے- ان چیزوں کو مخفی
رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ حالات سب کچھ ٹھیک ہیں - لیکن
در حقیقت ایسا نہیں ہے -

شری اننت ریڈی - مسٹر اسپیکر- سر ......

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - قبل اسکے کہ آپ اسپیچ شروع کریں ٹائم کا بھی لحاظ کرلیں
تو ٹھیک ہے - پندرہ منٹ ہر ممبر کو الاٹ کئے گئے ہیں - اس لئے اس کی پابندی کی
جائے تو بہتر ہوگا-

شری اننت ریڈی -(بالکنڈہ) - مسٹر اسپیکر - سر- ہاؤس کے سامنے سنہ ۵۳-۱۹۵۴ع کا
جو بجٹ پیش ہوا ہے میں اسکے متعلق اپنے ریمارکس (Remarks) ہاؤس کے
سامنے پیش کرنا چاھتا ہوں - بجٹ ملک کے معاشی حالات کا آئینہ ہوتا ہے - اس سے
حکومت کی پالیسیوں کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حکومت آئندہ کیا
کرنے والی ہے اوسکے منصوبے کیا ہیں - جب ہم اس بجٹ کو دیکھتے ہیں تو وہی پرانے
خد وخال وھی فیچرس (Features) ہمارے سامنے آتے ہیں جو پہلے تھے کسی ملک کا
اور بالخصوص کسی عوامی حکومت کا بجٹ بناتے وقت جو چیزیں اوسکے سامنے ہونی چاہئیں
وہ میگزیمم گڈ آف میگزیمم نمبر (Maximum good of maximum number)
لیکن ہم اس عوامی اصول کو اس بجٹ میں نہیں پاتے - یہ بجٹ سوائے اسکے کہ سنٹر کی
طرف اپنا ہاتھ پھیلائے اور دوسری طرف اسٹیٹ میں رہنے والے چند مٹھی بھر لوگوں کے
مفاد کو ملحوظ رکھے اپنے اندر کچھ بھی نہیں رکھتا - یہ کہا جاتا ہے کہ اسٹیٹ کا
فینانشیل پوزیشن (Financial Position) مضبوط ہے اس وجہ سے ہم
ہر ایکٹیویٹی (Activity) اور ہر ڈیولپمنٹ پلان (Development Plan)
کیلئے سنٹر کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں - اسمیں شک نہیں کہ جو ذرائع آمدنی اسٹیٹ کے
تھے مثلا انکم ٹکس - ریلوے پوسٹل - ٹلیگراف وغیرہ سنٹر کے حوالے ہوگئے ہیں اسلئے
ہمیں سنٹر سے امداد طلب کرنے کا بجا طور پر حق حاصل ہے لیکن اس سے ہٹکر ہر چیز
کے لئے سنٹر کے طلبگار ہوں تو ہم اپنے فینانشیل پوزیشن کو مضبوط نہیں بناسکتے اسلئے
بجٹ کے بنانے میں لوپ ہولس (Loop holes) ہیں - میں جب اس بجٹ پر
نظر ڈالتا ہوں تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ گذشتہ بجٹ اور اس بجٹ میں کچھ فرق نہیں - سب
سے بڑا نقص جو اس بجٹ میں ہے وہ ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن (Administration)

ہے جسکی وجہ سے اکسپنڈیچر اس قدر بڑھ گیا ہے ۔ فالسو مدات پر یا معاوضہ کی صورت میں جو رقومات دیجارہی ہیں وہ حسب سابق برقرار ہیں ۔ جیسا کہ کل ہی ایک آنریبل ممبر نے اس طرف متوجہ کیا کہ ہمارے یہاں (۴۰) فیصد اڈمنسٹریشن پر صرف کیا جارہا ہے ۔ اس وجہ سے اڈمنسٹریشن ٹاپ ہیوی (Top heavy) ہو گیا ہے ۔ اڈمنسٹریشن کے کوئی نئے طریقے ہم نے اختیار نہیں کئے ہیں جب تک اڈمنسٹریشن کو چلانے کے نئے طریقے اڈاپٹ (Adopt) نہ کئے جائیں یہ ہیوی اکسپنڈیچر (Heavy expenditure) کم ہونا مشکل ہے اور یہ ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن ہمیں ورثے میں ملا ہے ۔ ہیوی اڈمنسٹریشن ہے اور ذمہ داری کہیں ٹکی ہوئی نہیں ہے ۔ صرف یہیں نہیں بلکہ سنٹر میں بھی یہی دیکھا گیا کہ کوئی کام سیدھے طریقے سے انجام نہیں پاتا ۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ ذمہ داری کی ٹھیک طور پر تقسیم نہیں ہوتی ہے ۔ سکریٹریز کسی فائیل کو منگوائیں تو مہینوں گزر جاتے ہیں وہ فائیل نہیں آتی اور جب وہ فائیل واپس کیجائے تو متعلقہ صیغہ میں پہنچنے تک دو مہینے ہوجاتے ہیں ۔ ایک ایک سکریٹری کو دو دو ہزار روپیہ تنخواہ دیجاتی ہے اسکے علاوہ وہ بھتہ اور سفر خرچ اور ہیوی الونسس بھی پاتے ہیں ۔ ان حالات میں اس بجٹ سے کیا امید ہوسکتی ہے ۔ یہ بجٹ میگزیمم گڈ آف دی میگزیمم نمبر (Maximum good of the maximum number) کے اصول پر مرتب نہیں ہوا ہے ۔ میں نے اس سے پہلے بھی کہا ہے کہ ایسے اڈمنسٹریشن کو رکھتے ہوئے ہمارے اسٹیٹ کی کوئی بھلائی ہونے والی نہیں ہے اگر اسٹیٹ کو بھلائی کی طرف لیجانا ہے تو اسکو ساؤنڈ بیسس (Sound Basis) پر لیجانا چاہئیے ۔ اور اس کے لئے بہتر ہوگا کہ اوس پرانی یاد کو تازہ کیا جائے جو مہاتما گاندھی نے بتائی تھی ۔ یعنی چارستونی راج فور پلرس آف دی اسٹیٹ (Four pillars of the States) اس میں ایک تو ولیج یونٹ (Village unit) دوسرا ٹاؤن شپ (Township) تیسرا ڈسٹرکٹ یونٹ (District unit) اور اسٹیٹ یونٹ (State unit) ہونا چاہئے اس سلسلہ میں برما کی مثال میں آپکے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ حال ہی میں ہمارا ایک ڈیلیگیشن (Delegation) برما گیا تھا ۔ وہاں بجا طور پر ہندوستان کے سیکھنے کی چند چیزیں پائی گئیں ۔ برما کا پاپولیشن (Population) اور ایریا (Area) تقریباً حیدرآباد کے مساوی ہے ۔ آپکو تعجب معلوم ہوگا کہ دو سال کے عرصہ میں برما کی حکومت نے ایسے بڑے بڑے کرامات کئے ہیں جنکو دیکھکر رشک ہوتا ہے ۔ یہ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں ہے کہ علاوہ شہر رنگون کے (۳۶) ڈویژن حکومت برما کے ہاتھ میں سے نکل گئے تھے اور کرن باغیوں کے ہاتھوں میں تھے ۔ گورنمنٹ برما نے دو سال کے قلیل عرصہ میں جس طرح اپنے اڈمنسٹریشن کو سنبھالا ہے وہ قابل تعریف ہے ۔ حیدرآباد میں تین سال سے ایک قانونی حکومت قائم ہے اسکا کارنامہ یہ ہے کہ صرف دو اضلاع میں جو شورش و انتشار تھا اسکو وہ دبا نہ سکی ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اڈمنسٹریشن ٹاپ ہیوی (Top heavy) ہے اور وہ بھی کرپٹیڈ (Corrupted) ہے ۔ برما کی گورنمنٹ نے کیا کیا ۔ پہلے تو اوس نے یہ کیا کہ پٹیل پٹواری کے موروثی

سسٹم کو برخاست کردیا - اوس نے نہایت عمدہ طریقہ رائج کیا - ولیج یونٹ (Village unit) بنائے اور انتخابات کے ذریعہ ہیڈ مین (Headman) مقرر کئے گئے - ہیڈ من کی رسپانسبلیٹی (Responsibility) ہے کہ وہ ریوینیو کلکٹ (Collect) کرکے اور امن قائم رکھے - اور چھوٹے سے پیمانے پر اس کو میجسٹیریل پاورس (Magisterial Powers) بھی اوس ولیج یونٹ (Village unit) کی حد تک دئے جاتے ہیں - اسیطرح ٹاؤن شپ (Township) میں مختلف ولیجس (Villages) کے نمائندوں کو لیا جاتا ہے اور اسی طرح ڈسٹرکٹ اور اسٹیٹ میں ہوتا ہے - اسطرح ذمہ داری سرکوز رہتی ہے - ذمہ داری تقسیم نہیں ہوتی- ہر شخص اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتا ہے - یہ یونٹس (Units) سمی انڈپنڈنٹ (Semi-Independent) ہوجاتے ہیں - اور اٹانمس طریقہ پر پروگریسیو (Progressive) طریقے اختیار کرتے ہیں تب ہی اسٹیٹ ترقی کرتا ہے - میں نہیں سمجھتا کہ ہمکو ایسی مثال کے قبول کرنے میں کونسا امر مانع ہے - میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا کانسٹی ٹیوشن (Constitution) بھی ایسی مثال کو قبول کرنے سے نہیں روکتا - ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اگلا قدم اٹھائیں - انقلاب کا نعرہ تو ادھر کے بنچس سے بھی بلند ہوتا ہے اور اودھر کے بنچس سے بھی لیکن انقلاب کب ہوسکتا ہے جبکہ کوئی پروگریسیو (Progressive) قدم اٹھایا جائے - اسلئے میں کہونگا کہ ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن (Top heavy administration) کو ختم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ جو آمدنی ہم بچاسکیں وہ مختلف ڈیولپمنٹ اسکیمس (Development Schemes) پر خرچ کرسکیں -

دوسری چیز جسکی جانب توجہ کی ضرورت ہے وہ تنخواہوں کا سوال ہے اسکے بارے میں سوشلسٹ پارٹی کی جانب سے برابر کوشش کیجاتی رہی ہے اور ہماری طرف سے ایک رزولیوشن بھی اسمبلی میں آنے والا ہے - میرا خیال ہے کہ تنخواہوں کی ایک حد مقرر کرنا چاہئے - یہ کیا مذاق ہے کہ جہاں ایک منسٹر بارہ سو روپیہ پاتا ہو وہاں سکریٹری کو دو ہزار روپیہ دئے جائیں - یہ ایک مذاق معلوم ہوتا ہے - میں اسکو تسلیم کرتا ہوں کہ یہ چیز ہمیں ورثے میں ملی ہے مگر میں پوچھتا ہوں کہ کب آپ ایسا قدم اٹھائینگے جو پچھلے نقوش کو مٹائے - کب آپ بڑی تنخواہوں کو کم کر کے کم تنخواہ پانے والوں کو اضافہ کرینگے - برما میں جو طریقہ اختیار کیا گیا واقعی قابل تعریف ہے وہاں مینوسپل سویپر کو (۹٦) روپیہ ملتے ہیں تو کلکٹر کو پانچ سو روپیہ سے زیادہ تنخواہ نہیں ملتی یہاں کلکٹر (۱۵) سو روپیہ پاتے ہیں - ہمارا بجٹ تو صرف ایک طرف آمدنی اور ایک طرف خرچ بتادیتا ہے - یہ بجٹ کی خوبی نہیں ہے - میں یہ عرض کرونگا کہ اگر اسٹیٹ کو ساؤنڈ بیسس (Sound basis) پر چلانا ہے اور ایکٹیویٹیز (Activities) کو بڑھانا ہے تو تنخواہوں میں اس ڈسپارٹی (Disparity) کو جلد ختم کرنا چاہئے -

ایک اور چیز جس میں اس بجٹ کے تعلق سے کہنے والا ہوں وہ فائیو ایر پلان (Five-Year Plan) اور کمیونیٹی پراجکٹس (Community Projects) ہیں - ان دونوں کے بارے میں بڑی خوشنما تصویر کھینچی جاتی ہے - بڑی آس دلائی جاتی ہے - بہت سی تمناؤں کا اظہار کیا جاتا ہے کہ ہمارا اسٹیٹ اور ہمارا ہندوستان اس فائیو ایر پلان پر عمل کرنے کے بعد بہت ترقی یافتہ ملک ہوجائیگا - ہم اسکو مانتے ہیں کہ دنیا کے مہذب و ترقی یافتہ ممالک نے ایسے پلان بنائے ہیں - امریکہ نے نیو ڈیل (New deal) کے نام سے ایک پلان بنایا ہے - روس نے (۱۰) سالہ پلان بنایا ہے - برطانیہ نے پوسٹ وار پلاننگ کے تحت اس قسم کے پلان بنائے ہیں - ہر مہذب ملک اپنے ملک کی ترقی کیلئے پلانس بناتا ہے اور وہ پلان انسپائیریشن (Inspiration) اور اینوایرن منٹ (Environment) سے چل سکتے ہیں - یہاں پنڈت نہرو نے ایک فائیو ایر پلان پیش کیا ہے - فائیو ایر پلان جیسا کہ میں نے اس سے پہلے بھی کہا ہے کامیاب اوسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ ہمارے دیش میں اس قسم کی فضاء پیدا کیجائے لوگوں میں کواپریشن (Co-operation) کا جذبہ پیدا کیا جائے جب تک لوگوں میں یہ چیزیں پیدا نہ ہوں اوسوقت تک فائیو ایر پلان سے کسی قسم کے فائدہ کی امید رکھنا عبث ہے - صحیح اسٹاٹسٹکس (Statistics) کی ضرورت ہے- ہمارے پاس آپ دیکھینگے کہ ان اسپلائمنٹ (Unemployment) کے تعلق سے میرا چیلنج ہے کہ حیدر آباد میں صحیح اسٹاٹسٹکس موجود نہیں ہیں - ٹریژری بنچس کو میرا چیلنج ہے کہ ان امپلائیمنٹس کی صحیح تعداد وہ بتائے - ہمارے پاس صحیح اسٹاٹسٹکس نہیں ہیں - میں کہونگا کہ بغیر صحیح اسٹاٹسٹکس کے کوئی پلان کامیاب نہیں ہوسکتا - اور اس چیز کو فائیو ایر پلان میں نظر انداز کردیا گیا ہے - یہ ایک بنیادی چیز ہے - ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں کہ غذائی اجناس کی کمی ہے اور دوسری جانب یہ کہا جاتا ہے کہ ٹریکٹروں کے ذریعہ سے ہم زراعت میں ترقی کررہے ہیں - آخر کس بات کو صحیح مانا جائے - اگر کمی ہے تو کتنی کمی ہے کیا اسکے اعداد و شمار آپ کے پاس ہیں - کبھی تو کہا جاتا ہے کہ کمی ہے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ ہماری پیداوار بڑھ رہی ہے - بات یہ ہے کہ صحیح اعداد و شمار آپ کے پاس نہیں ہیں - ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ ہم ٹراکٹرس اور نئے امپلیمنٹس کے ذریعہ زراعت میں روز بروز ترقی کر رہے ہیں اور دوسری جانب یہ کہا جاتا ہے کہ ملک میں غذائی اجناس کی کمی ہے - فائیو ایر پلان کی نسبت جیسا کہ میں نے اس سے قبل بھی کہا ہے عوام کے کوآپریشن کی ضرورت ہے اور یہ اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ ایسی فضاء پیدا کریں - عوام یہ محسوس کریں کہ حکومت ہماری ہے اور ہمارے لئے ہی کررہی ہے - آپ دیہاتوں میں جائیں اور معلوم کریں تو پتہ چلیگا کہ کسی دیہاتی کے دل میں یہ احساس نہیں - ایسی حالت میں آپ کیسے توقع کرتے ہیں کہ فائیو ایر پلان کامیاب ہوگا اور ہمارا ملک جنت بنجائیگا -

مجھے کمیونٹی پراجکٹ کی نسبت بھی کچھ عرض کرنا ہے - جہاں تک میں اور میری پارٹی کا تعلق ہے ہم نے اس کا سواگت کیا - اس سلسلے میں امریکہ سے جو مدد مل رہی

ہے اسکی نسبت بغیر کسی پولیٹیکل افیلیشن کے ہم نے اسکا سواگت کیا ۔ لیکن دیکھئے کہ آج اسکی ورکنگ کی کیا حالت ہے ۔ ۲ ۔ اکٹوبر کو منسٹر صاحبان نے اپنے مبارک ھاتھوں سے کمیونٹی پراجکٹس کے کام کا آغاز کیا ۔ صرف اسی وقت وھاں کے لوگوں کلکٹرس ڈپٹی کلکٹرس اور منسٹرس نے اپنے ھاتھوں میں پھاوڑا پکڑا ۔ اسکے بعد کچھ بھی نہیں ہورہا ہے ۔ اگر کسی گاؤں کے لوگ مٹی کھود کر سڑك بنانے کیلئے تیار ہوتے ہیں اور اسکے لئے رولر چلانے میں مدد لینا چاہتے ہیں تو بس اس مدد کیلئے کرسپانڈنس (Correspondence) ہی چلتی رہتی ہے ۔ کمیونٹی پراجکٹ آفیسر کلکٹر کو لکھتا ہے ۔ کلکٹر ڈیولپمنٹ آفسر کو لکھتا ہے ۔ وھاں سے کارروائی پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی جاتی ہے ۔ وھاں سے منظوری ہونے پر فنانس ڈپارٹمنٹ کو لکھا جاتا ہے جب کہیں جاکر انتظام ہوتا ہے ۔ میں کہونگا کہ اسطرح کمیونٹی پراجکٹ کی اسپرٹ پوری ہونے والی نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ ایک اورفاش غلطی یہ کی گئی ہے کہ ان ایریاز میں کمیونٹی پراجکٹ شروع کیا گیا جہاں اس وقت اسکی ضرورت نہ تھی ۔ مثلاً نظام ساگر کا علاقہ ہے ۔ یہاں لوگوں کو پہلے ہی سے سہولتیں حاصل ہیں ۔ اورجب انہیں سب سہولتیں ہیں تو وہ لوگ آپ کے ساتھ کیوں تعاون کرنے چلے ایسے ایریاز میں جہاں کے لوگ انتھیوزیاسٹک (Enthusiastic) ہوں کوآپریشن (Cooperation) کی توقع کی جاسکتی ہو وھاں یہ کام شروع کرنا چاہئے تھا ۔ لیکن آپ تو چاہتے تھے کہ اسپڈیت رزلٹس حاصل ہوجائیں ۔ تاکہ اخبارات کے ذریعہ دنیا کے سامنے امریکی امداد کے نتیجوں کا نقشہ جلد سے جلد خوشی خوشی پیش کردیا جائے ۔ اسکے سوا اورکوئی بات نہیں ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کمیونٹی پراجکٹس اگر اسطرح چلائیں تو کچھ ہونے والا نہیں حکومت کو اس بارے میں سوچنا چاہئے کہ کوئی پروگرام ....

مسٹر ڈپٹی اسپیکر ۔ آپ اگر دو منٹ میں اپنی تقریر ختم کریں تو مناسب ہے ۔

شری اننت ریڈی مجھے زیادہ وقت چاہئے

مسٹر ڈپٹی اسپیکر ۔ کیا آپ ۵ منٹ میں ختم کرسکتے ہیں ۔

شری اننت ریڈی ۔ کم ازکم دس منٹ دئے جائیں ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر ۔ ایسی صورت میں اب ہم اڈجورن کرتے ہیں ۱۱-۵ پر ہم پھرملینگے ۔

The house adjourned for recess till five minutes past Eleven of the Clock.

The House re-assembled after recess at five minutes past Eleven of the Colck.

[Mr. Deputy Speaker in the Chair].

Business of the House
General Discussion on the Budget

Shri Ananth Reddy : May I continue, Sir.

Mr. Deputy Speaker : Before we continue discussion, I would like to announce the order in which the demands for Grants should be taken up for consideration. The following is the order in which they will be taken up for consideration:

Minister-in-Charge	Demand Nos.	Date on which the Demands will be taken for discussion.
1. Chief Minister	... 2, 12, 14, 48, 50, 55, 60, 61, 63, 66, and 70.	12th March, 1953
2. Minister for Home	... 7, 17, 18, 62, and 16	13th March, 1953
3. Minister for Finance	... 1, 8, 15, 34, 37, 43, 51, 53, 64, 68, 78 and 80.	14th March, 1953
4. Minister for Rural Reconstruction and Education.	20, 21, 27, 28, 29, and 31	14th March, 1953
5. Minister for P.W.D., Medical & Public Health.	10, 11, 22, 23, 25, 45, 49, 50, 70, 71, 72, 73, and 76.	18th March, 1953
6. Minister for Excise, Forests and Customs	3, 4, 5, 6, and 9	19th March, 1953
7. Minister for Local Government.	24, 44, 46, 47, 56, 59, 71, 74, 77 and 25.	19th March, 1953
8. Minister for Commerce and Industries & Labour	19, 30, 32, 33, 38 and 52	20th March, 1953
9. Minister for Supply, Agriculture, Planning and Development.	13, 26, 36, 41, 42, 57, 65, 69 and 79.	21st March, 1953
10. Minister for Social Services	39, 40, 67 and 75	21st March, 1953.

چیف منسٹر اور ھوم منسٹر کے ڈیمانڈس پر کٹ موشنس کل ۱۰ بجے کے اندر پیش کئے جاسکتے ھیں -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - (ابا گوڑہ) - ھاؤس کے سامنے جو پروگرام رکھا گیا ھے اسکے بارے میں مجھے یہ عرض کرنا ھے کہ اس میں شک نہیں کہ بات چیت کے بعد یہ بات طے کی گئی ھے - لیکن میں حکومت کے علم میں یہ بات لانا چاھتا ھوں کہ آئندہ کم از کم اپوزیشن اس چیز کو کبھی برداشت نہیں کرسکتا - ۳۱ کروڑ روپیے کا موازنہ پیش ھوا ھے - ھم اسے آنکھیں بند کرکے منظور کرلینے کے لئے ھرگز تیار نہیں

ہم ھرڈپارٹمنٹ پر تفصیل سے غور کرنا چاھئے ھیں - اور اسکے لئے صرف ۱۰ - ۱۵ دن کا موقع دیا جاتا ھے - پچھلے سال بھی ۱۰ دن کا موقع دیا گیا تھا - پہلے انٹرم بجٹ (Interim Budget) پیش ھوا اور اسکے بعد بجٹ ھمارے سامنے لایا گیا - وعدہ کیا گیا تھا کہ آئندہ ایسا نہوگا - لیکن اب بھی حکومت نے اپنے اندرونی کرائسس (Crisis) کی وجہ سے بجٹ ھمارے سامنے اتنی دیر سے پیش کیا ھے اور اتنی کم مدت ھمیں اس پر غور کرنے کے لئے دیگئی ھے - اب دس دن دئے گئے ھیں تین دن جنرل ڈسکشن (General Discussion) کے لئے اور ۷ دن ڈیمانڈس کے لئے - ھر منسٹر کے ۲۰ - ۲۵ ڈیمانڈس ھیں - ھر ایک کے لئے کم ازکم دو دن تو غور کے لئے دئے جانے چاھئیں - لیکن ایک ایک دن بھی نہیں ملتا - اسکے معنے یہ ھیں کہ حکومت بجٹ پر غور کرنے کی اھمیت کو محسوس نہیں کرتی - یہ سمجھا جاتا ھے کہ عوامی نمائندوں سے اسکو منظور کروالیا جائیگا - میں حکومت کو وارننگ (Warning) دینا چاھتا ھوں کہ اس وقت تو ھم نے اڈجسٹمنٹ (Adjustment) کرلیا ھے لیکن آئندہ اگر ایسا ھی عمل رھے تو ھم ھرگز آپ کے ساتھ کوآپریشن (Co-operation) نہیں کرینگے - واک اوٹ (Walk out) کرینگے - اور ڈسکشن میں حصہ نہیں لینگے - میں کھلے طور پر حکومت کو یہ وارننگ دیتا ھوں - آنریبل فینانس منسٹر اور آنریبل چیف منسٹر اسکو دھیان میں رکھیں -

شری اننت ریڈی (بالکنڈہ) - مسٹر اسپیکر سر - میں یہ عرض کررھا تھا کہ فائیو ایر پلان اور کمیونٹی پراجکٹس کے سلسلے میں حکومت کی جو غیر واضح رجڈ (Rigid) - اور شارٹ سائیٹڈ (Shortsighted) پالیسی ھے وہ ملک کو آگے لیجانے والی نہیں ھے - اور اڈمنسٹریشن ٹاپ ھیوی ھے -

اب مجھے حکومت کی انڈسٹریل پالیسی کی نسبت ھاؤس کے سامنے کچھ باتیں رکھنی ھیں - ھاؤس اس سے واقف ھے کہ ھماری ریاست کے انڈسٹریز روز بروز لکویڈیشن (Liquidation) کی طرف چلی جا رھی ھیں - میں سمجھتا ھوں ھاؤس اچھی طرح جانتا ھے کہ اسکی وجہ کیا ھے - واقعہ یہ ھے کہ کم و بیش ساری میجر انڈسٹریز میں حکومت کے میجر شیرز ھیں - ان انڈسٹریز کا مینجمنٹ چند محدود لوگوں کے ھاتھوں میں ھے جو انڈسٹریز کے سیلس آرگنائیزیشن کو اپنی انگلیوں پرنچاتے ھیں - حکومت غافل ھے - میں نظام شوگر فیکٹری کی مثال سامنے رکھنا چاھتا ھوں - اس کے مینیجنگ ایجنٹ چند مٹھی بھر لوگ ھیں - وھی لوگ ھیں جو پرانے زمانے سے چلے آرھے ھیں - حکومت ان پر مہربان ھے - کیوں نہ مہربان ھو ان ھی کی وجہ سے تو گاندھی بھون بنا ھے - سرپور اور سر سلک کے بارے میں کئی بار کہا جا چکا ھے کہ حکومت کی غیر اطمینان بخش پالیسی کی وجہ سے وہ لکویڈیٹ ھوئیں اور آج دوسروں کے ھاتھوں میں یہ انڈسٹریز ھیں - یہ ھے ھماری حکومت کی انڈسٹریل پالیسی - حکومت

محض لوگوں پر یہ واضح کرنا چاہتی ھے کہ انڈسٹریز کے نیشنلائیزیشن (Nationalisation) کی پالیسی جسکی آپوزیشن پارٹیز شدت سے تائید کرتی ھیں کامیابی نہیں ہوئی ۔ حکومت یہ ظاہر کرنا چاہتی ھے ۔ یہی وجہ ھے کہ جب فیکٹریزں اور کارخانوں کے مال اڈمنسٹریشن اور وہاں کے مال پریکٹیسس (Malpractices) کو ھاؤس کے سامنے لایا جاتا ھے تو اوس سے چشم پوشی کی جاتی ھے ۔ انڈسٹریز پر حکومت کا کوئی افیکٹیو کنٹرول باقی نہیں رہا دوسری طرف ٹریڈ یونینس (TradeUnions) کی جانب سے حکومت غافل ھے ۔ ضرورت اس امر کی ھے جتنے ٹریڈ یونینس ھیں ان کو افیکٹیو طور پر مینیجمنٹ (Management) میں حصہ ملنا چاھئے ۔ اس پالیسی کو جب تک ھم اڈاپٹ نہیں کرینگے انڈسٹریز لائزیشن (Industrialisation) کی پالیسی کامیاب نہیں ھوسکتی ۔ افیکٹیو طور پر پروڈکشن کو بڑھانے اور انڈسٹریز کو اسٹیٹ میں اسٹیبلائز کرنے کے لئے ضرورت اس امر کی ھے کہ ٹریڈ یونینس کو مینیجمنٹ میں بخوبی حصہ دیا جائے اور اون کو مساوی شریک کی حیثیت سے قائم کیا جائے تب ھی ھماری پالیسی سکسفل (Successful) ھوسکتی ھے اور انڈسٹریز اسٹابلائز (Stabilize) ھوسکتے ھیں ۔)

ایک اور چیز جسکی طرف میں ھاؤس کو توجہ دلانا چاھتا ھوں اور آج تک بھی برابر توجہ دلائی جاتی رھی ھے وہ نظام کو (۴۲) لاکھ روپیہ دینے کا سوال ھے ۔ ممکن ھے کہ یہ کہا جائے کہ ھم جو معاوضہ دے رھے ھیں وہ صرف خاص کے معاوضہ میں دے رھے ھیں اور جو سنٹر کی جانب سے دیا جا رھا ھے وہ پریوی پرس کے طور پر ھے ۔ ان دونوں چیزوں میں کیا فرق ھے ؟ صرف خاص کیا ھے اور پریوی پرس کیا ھے ؟ صرفخاص پریوی پرس (Privy Purse) کے طور پر کراون پراپرٹی (Corwn Property) تھی ۔ صرفخاص کے علاوہ اسٹیٹ کے خزانہ سے نظام کو ایک حبہ بھی نہیں ملتا تھا ۔ اب ھم ایک طرف صرفخاص لیکر اوس کا معاوضہ دے رھے ھیں اور دوسری جانب اسٹیٹ گورنمنٹ پریوی پرس کے طور پر (۵۰) لاکھ روپیہ دے رھی ھے ۔ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ ایک ھی نوعیت کے دو معاوضے کسطرح دئے جاسکتے ھیں ۔ جب ھم صرفخاص کی ھسٹری ڈھونڈتے ھیں تو معلوم ھوتا ھے کہ وہ صرف نظام کے مینٹیننس کے لئے پریوی پرس کے طور پر تھا ۔ یہ عجیب منطق میری سمجھ میں نہیں آتی کہ اس میں کانسٹی ٹیوشنل (Constitutional) بندھن ھیں ۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ھوں کہ دونوں چیزوں کا ایک ھی معاوضہ کس بنیاد پر دیا جاتا ھے ضرورت اس امر کی ھے کہ کوئی ایک چیز بند کی جائے ۔ اس سے ھمارے اسٹیٹ اکسچیکر کو (۵۰) لاکھ کی بچت ھوسکے گی ۔

ایک اور جس چیز کی جانب میں ھاؤز کی توجہ دلانا چاھتا ھوں وہ ایجوکیشن ھے ۔ اس میں شک نہیں ھے کہ ایجوکیشن کے سلسلہ میں بجٹ میں کچھ اضافہ رقم الاٹ کی گئی ھے ۔ لیکن جب میں کانسٹی ٹیوشن کے ڈائرکٹیو پرنسپل کے تحت یہ

بلندو بانگ دعوے سنتا ہوں کہ ۱۰ سال کے اندر ملک سے ال لٹریسی (Illiteracy)
کو ختم کردیا جائیگا تو مجھے تشویش ہوتی ہے کہ اس رفتار سے جس قسم کا
پروگریس (Progress) ہم ایجوکیشن کے سلسلہ میں چاہتے ہیں کیا
وہ ۱۰ سال کے عرصہ میں پورا ہوسکے گا ؟ کیا ڈائرکٹیو پرنسپل (Directive
Principle) کی روشنی میں ال لٹریسی (Illiteracy) کو ملک
سے دور کیا جاسکیگا ؟ اوس میں یہ تو صاف طور پر نہیں کہا گیا کہ پرائمری کمپلسری
ایجوکیشن کب تک اورکہاں کہاں پڑھائی جاسکے گی ۔ گزشتہ مرتبہ کہا گیا تھا کہ
کمیونٹی پراجکٹ ایریا (Community project area) میں اس کو نافذ
کیا جائیگا ۔ وہاں اس پر عمل کیا جائیگا ۔ لیکن اس بجٹ میں یہ نہیں بتایا گیا کہ آئندہ
اس کو کن کن علاقوں میں اورکہاں کہاں افیکٹیو طور پر نافذ کرنے والے ہیں ۔ ایک
اور چیز میں ایجوکیشن کے سلسلہ میں عرض کرونگا ۔ پہلے حکومت نے ایجوکیشنل ۔
سوشل اورکلچرل انسٹی ٹیوشنس کو گرانٹ دینے کے لئے پروویژن رکھا تھا لیکن موجودہ
بجٹ کے اکسپلینیٹری میمورنڈم میں کہا گیا ہے اب یہ نہیں دی گئی ہے ۔ اس میں
کہا گیا ہے کہ

"The Budget Estimate for 1952-53 had been fixed after applying a lump cut of 15.86 on account of probably savings due to late sanctions and possible administrative delays in implementation of new schemes".

ایجوکیشنل اورکلچرل انسٹی ٹیوشن جیسے آندھرا پریشد ۔ مہاراشٹرا پریشد اورکرناٹک
پریشد وغیرہ ہیں اونھیں حکومت گرانٹ دینے کے لئے تیار ہوگئی تھی ۔ انھوں نے
میمورنڈمس (Memorandums) دئے اور برابر حکومت سے اس کو امپلیمنٹ
(Implement) کرنے کے لئے درخواست کرتے رہے کانفرنس بھی اس
سلسلہ میں ہوئی ۔ لیکن اب حکومت کہتی ہے کہ وہ منظور تو ہوے تھے لیکن اڈمنسٹریشن
کے ڈیلے (Delay) کی وجہ سے نہیں دئے جاسکے ۔ کیا میں آنریبل
منسٹر سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اڈمنسٹریشن کے ڈیلے کی وجہ سے یہ رقم نہیں دیجاسکی
یا فینانشیل اسٹرینجنسی (Financial Stringency) کی وجہ سے نہیں
دیجاسکی ۔ جب آندھرا پریشد کی جانب سے ریپرزنٹیشن ہوا (۱۸) ہزار روپیہ کے بارے
میں تو میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ وہ کیوں نہیں دئے جاسکے ۔ ہمارا یہ بنیادی
تصور ہے کہ جو کلچرل ۔ سوشل اور ایجوکیشنل انڈیپنڈنٹ باڈیز ہیں اون کی جہاں تک
تک ہوسکے سہائیتا (सहायता) کریں اور انھیں فروغ دیں لیکن ہم
دیکھتے ہیں کہ حکومت اس معاملہ میں ناکام نظر آتی ہے ۔

اب میں آئی ۔ جی کرنسی سے پیدا ہونے والی صورت حال کی طرف حکومت کی توجہ
دلانا چاہتا ہوں ۔ آنریبل فینانس منسٹر نے اس سلسلہ میں صاف طور پر یہ کہا تھا کہ

ملازمین کو آئی ۔ جی کرنسی میں مساوی تنخواہ نہیں دیجائیگی ۔ اون کے اس کہنے کے بعد ہم کو حق پیدا ہو جاتا ہے کہ حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرائیں اور حکومت کی اس پالیسی کو کنڈم (Condemn) کریں ۔ کیا حکومت اس چیز پر نظر نہیں رکھتی ۔ کیا حکومت اس چیز کو سوچنا نہیں چاہتی کہ ایک دم آئی ۔ جی کرنسی کے ایک دم فافذ ہونے کے بعد چھوٹے چھوٹے درجہ کے جو ملازمین ہیں اون کے معیار زندگی پر اثر پڑیگا ۔ جیسا کہ کہا گیا حیدرآباد میں کاسٹ آف لیونگ (Cost of living) جون سے بڑھتا جا رہا ہے ۔ کیا اس چینج اوور (Change over) سے گورنمنٹ کے چھوٹے اور متوسط درجے کے ملازمین متاثر نہیں ہونگے ۔ اگر ایسا سوچا جا رہا ہے کہ اس سے گورنمنٹ کے ملازمین پر اثر نہیں پڑیگا تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی یہ پالیسی دانشمندانہ نہیں ہے ۔ اچانک چینج اوور ہو جانے کی وجہ سے ضروریات کی چھوٹی چھوٹی چیزیں بازار میں اوسی بھاؤ سے ماینگی جس بھاؤ سے حالی میں ملا کرتی ہیں ۔ بٹاون کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائیگا ۔ میں اس سلسلہ میں حکومت سے پرزور اپیل کرونگا کہ تین سو کم تنخواہ پانے والے جتنے بھی ملازمین فیکٹریوں وغیرہ میں ہیں ان کو آئی ۔ جی مساوی میں تنخواہیں دی جائیں ۔ تا کہ ملک میں جوڈس آرڈر (Disorder) پیدا ہونے والا ہے اس پر قابو پایا جاسکے ۔ کم از کم دو سال ایکول پے (Equal Pay) دی جائے تو مجھے امید ہے کہ حالات میں مطابقت پیدا ہو جائیگی ۔ اور لوگ اپنے آپ کو اڈجسٹ (Adjust) کرسکینگے ۔

اس بجٹ میں چند سوپرفلوس اکسپنڈیچرس (Expenditures) بتائے گئے ہیں جو ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن (Top heavy administration) کی وجہ سے ہے ۔ چیف انسپکٹر آف گورنمنٹ آفس کو ہی لیجئے ۔ میں پوچھتا ہوں اس کی کیا ضرورت ہے ۔ اس کے فرائض کیا ہیں ۔ اس پر (۱۸) ہزار روپیہ کے اخراجات ہورہے ہیں ۔ هائی کمشنر ان انگلینڈ (High Commissioner in England) کے لئے (۳۶) ہزار روپیہ خرچ کئے جا رہے ہیں ۔ اسی طرح جاگیر اڈمنسٹریشن پر بھی خرچہ ہو رہا ہے ۔ ایک طرف تو جاگیر داروں کو معاوضہ دینے کا سوال ہی اہمیت کا حامل ہے دوسری طرف اس کے اڈمنسٹریشن کے لئے (۳) لاکھ (۲۳) ہزار روپیہ خرچ کئے جا رہے سب فالتو اکسپنڈیچرس ہیں ۔ میں ایک اور چیز یعنی ولیج پنچایتوں کی طرف آنریبل منسٹر کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں ۔ حکومت نے اعلان کیا ہے مالگزاری کا (۱۰) فیصد ولیج پنچایت کے لئے دئے جائینگے ۔ لیکن صرف (۳) لاکھ (۲۸) ہزار روپیہ اس کے لئے دئے گئے ہیں ۔ آپ کی مالگزاری کی آمدنی (۵) کروڑ کے اوپر ہے ۔ اس کے ہے (۳۳) لاکھ روپیہ پنچایتوں کو ملنے چاہئیں ۔ گزشتہ سال بھی بجٹ (۵) لاکھ روپیہ رکھے گئے تھے اس سال بھی (۵) لاکھ روپیوں پر اکتفا کیا گیا ہے ۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر حکومت کی اس سلسلہ میں کیا پالیسی ہے ۔ کیا حکومت پنچایتوں کو بڑھانا نہیں چاہتی ۔ کیا اسی پر اکتفا کرنا چاہتی ہے ۔ حکومت کی پالیسی غیر واضح ہے ۔

ایک اور اهم اور آخری چیز جسکی طرف میں هاؤز کی توجه مبذول کروانا چاهتا هوں وه اریگیشن (Irrigation) هے - جهاں تک میجر اریگیشن (Major irrigation) کا تعلق هے مجھے اس پر کچھ کهنا نہیں هے - فائیو ایر پلان (Five-year Plan) اور ڈولپمنٹ (Development) کے لئے جو پیسه خرچ کیا جا رها هے اور اوس کے جو نتیجه برآمد هونے والے هیں ظاهر هے وه کافی مدت میں هونگے - جهاں تک چھوٹے اریگشن پراجکٹس کا تعلق هے اوس پر بہت کم پیسه خرچ کیا جا رها هے آج همارے ملک کی جو غذائی صورت حال هے - جو معاشی ڈهانچه هے وه جلد تبدیلی کا متقاضی هے - اگر هم چھوٹے چھوٹے پراجکٹوں پر جب تک توجه نه دیں اور صرف بڑے بڑے براجکٹوں پر نظر رکھیں تو مجھے ڈر هے که کهیں هماری اکانمی شیاٹر (Shatter) نه هو جائے - یه کہا جاتا هے که مائنر اریگیشن (Minor irrigation) کے لئے زیاده پیسه نہیں مل رها هے - حالانکه میجر اریگیشن (Major irrigation) کے لئے زیاده پیسه خرچ کیا جا رها هے - لیکن میں کهونگا که اس کے لئے سلوشنس (Solutions) هیں - جب تک آنریبل فینانس منسٹر اس کی طرف توجه نہیں کرینگے یه چیز حل هونے والی نہیں هے - میں اس کے تعلق سے چند چیزیں آنریبل فینانس منسٹر کے سامنے لانا چاهتا هوں - چند سال پہلے جب گوپال ریڈی مدراس کے فینانس منسٹر تھے انهوں نے اریگیشن کے بارے میں ایک اچھی مثال پیش کی تھی وه یه تھی که اریگیشن کے مقامات پر لوکلی (Locally) لونس (Loans) ریز (Raise) کئے جائیں - اور کام شروع کیا جائے - چنانچه ٹینالی میں ایسا هی کیا گیا اسی طرح هماری ریاست میں بھی اس طرح کی مثالیں قائم کی جاسکتی هیں - چھوٹے چھوٹے براجکٹس مثلا ندی نالوں کو روکنے اور ماٹوں کی تعمیر کے لئے لوکلی لونس لئے جائیں - یا کم از کم نصف رقم حکومت دے کر کام شروع کرے لوگ بخوشی نصف رقم برداشت کرنے اور محنت کرنے تیار هیں - اگر ایسا هو تو میں کوئی وجه نہیں پاتا که حکومت آگے قدم کیوں نه بڑهاسکے گی - یه چند چیزیں بجٹ کے تعلق سے میں آنریبل فینانس منسٹر کے سامنے رکھا هوں اگر اوس پر غور کیا جائے اور اون کو عملی جامه پهنانے کے متعلق آنریبل فینانس منسٹر توجه فرمائیں تو مناسب هوگا - اتنا کهکر میں اپنی تقریر ختم کرتا هوں -

شری اننت ریڈی (کوڑنگل) - مسٹر اسپیکر سر - اس بجٹ کے تیار کرنے میں کن چیزوں پر غور کیا گیا هے اونکی تفصیلات میں مختصر طور پر بیان کرنا چاهتا هوں - پہلے تو یه دیکھنا هے که کن حالات میں یه بجٹ پیش کیا جارها هے ان حالات پر غور کرنے کیلئے پہلے یه دیکھنا پڑیگا که تین چار سال پہلے اس اسٹیٹ کی کیا حالت تھی - اوس زمانے میں یہاں کی سیاسی - تعلیمی سوشیل وغیره حالت ایسی تھی که جسکی وجه سے کوئی اسٹیٹ ترقی نہیں کرسکتا هے - اوس وقت یه چیز تھی که کوئی شخص حکومت کے خلاف کچھ کهنے کی جرات نہیں کرسکتا تھا - کوئی شخص اپنا کام آزادی کے ساتھ نہیں کرسکتا تھا وغیره - اس بجٹ

پر غور کرتے وقت اگر ان چیزوں کو ہم بھولیں گے تو بڑی غلطی ھوگی - ہم یہاں کے
لوگوں کو سیاسی و ساجی وغیرہ اعتبار سے آگے بڑھانے کی کوشش کررہے ھیں - اونکے
دماغوں میں سیاسی اور ساجی وغیرہ حالات کی تبدیلی لانا چاھتے ھیں - ان چیزوں کو
پیش نظر رکھتے ھوئے یہ بجٹ تیار کیا گیا ھے - اس بجٹ میں جو اھم مدات ھیں جیسے
کہ تعلیم - ساجی چیزیں وغیرہ انکے سلسلہ میں اسٹیٹ نے کہاں تک ترقی کی ھے اسکو
دیکھنا چاھئے - ہم ان تمام چیزوں کو نیک نیتی کے ساتھ کرنے کی کوشش کررہے ھیں -
ھوسکتا ھے کہ اسمیں کوئی کمی یا غلطی ھو - ان غلطیوں کو سدھارنے کیلئے تعاون کے
جذبات کے ساتھ غور کرنا چاھئے - جو قانوناً و اخلاقاً ان پر اھم ذمہ داری ھے - اس طرح کہ
براڈ فیلنگ (Broad Feeling) سے کام کرنے کی ضرورت ھے - ملک صرف مادی چیزوں سے
ترقی نہیں کرسکتا ان تمام چیزوں کو پیش نظر رکھکر بجٹ تیار کیا گیا ھے - حکومت کا
اڈمنسٹریشن جسطرح کا ھونا چاھئے اگر اوس طرح کا نہ ھو تو ہم کو احکام کی عمل آوری
میں دشواری ھوگی - حکومت کا فرض ھے کہ عوام کو اپنے ساتھ لیتے ھوئے آگے بڑھے -
ایک زمانہ تھا کہ تحصیلدار اور تعلقدار دیہات کے عوام سے ملنے میں پس و پیش کرتے
تھے مگر آج وہ اپنے جتنی مشکلات ھیں وہ بہت ھی کھلے دل کے ساتھ آپ پیش کرسکتے
ھیں - رعایا آگے جا رھی ھے - یہ بھی ملک کی ترقی کیلئے ایک نیک شگون ھے - اسیطرح
پچھلے دنوں میں پولس وغیرہ کا جو حال تھا آپ جانتے ھیں - اس چار سال میں حکومت
کو کمزور نہ کرتے ھوئے آگے بڑھانے کی جو کوشش کیگئی ھے وہ قابل تعریف ھے - نیشنل
بلڈنگ ڈپارٹمنٹس کی ترقی کو ملحوظ رکھا گیا ھے اور ھوشیاری کے ساتھ اس کام کو کیا
جارھا ھے - راج پرمکھ اور جاگیرداروں کے متعلق یہاں بہت کچھ کہا گیا ھے لیکن میں
کہونگا کہ اونکو بھی ملک کی ترقی کیلئے کوشش کرنے کا موقع ملنا چاھئے - اگر کوئی
شخص ایک مرتبہ غلطی کرتا ھے تو اسکے متعلق یہ تصور نہ کرنا چاھئے کہ وہ ھمیشہ
غلطی کریگا ھوسکتا ھے کہ وہ اپنی غلطی کو محسوس کرکے آئندہ اچھا راستہ اختیار کرے -
راج پرمکھ ھوں یا جاگیردار یا کوئی اور اچھے برین (Brain) اور اچھی
صلاحیت رکھنے والوں کو موقع نہ دیا جائے تو وہ ملک کے لئے جو کچھ کرسکتے ھیں
نہیں کرسکینگے - ورنہ ملک کی ترقی میں وہ روڑے اٹکانے کی کوشش پر مجبور ھوجاینگے -
راج پرمکھ کو جو پریوی پرس (Privy Purse) دیا جاتا ھے اسکے متعلق
کچھ غلط فہمی پیدا ھوگئی ھے - میں سمجھتا ھونکہ اس طریقہ سے انکو دینے سے بہت
سی چیزوں کی سدھار وہ کررھے ھیں اور امید ھے کہ اور بہت سی چیزوں کی سدھار کرینگے -
جاگیردار یا دوسرے لوگوں کو جو معاوضہ دیا جاتا ھے وہ اسلئے نہیں دیا جاتا کہ وہ
لوگوں پر ظلم و ستم کریں بلکہ اسلئے دیا جاتا ھے کہ وہ بہت بڑی قوت رکھتے ھیں انکی
یہ قوت ملک کی سیوا میں کام آئے اسلئے دیا جاتا ھے - بہرحال جو کچھ کیا جاتا ھے مدبرین
کی رائے سے کیا جاتا ھے - جو قدم اٹھایا جاتا ھے وہ غلطی سے نہیں اٹھایا جاتا بلکہ سوچ
سمجھکر اٹھایا جاتا ھے - نیشنل بلڈنگ کیلئے بجٹ میں کتنی گنجائش رکھی گئی ھے اسکے بارے

میں میں عرض کرونگا ۔ سب سے پہلے تعلیم کو لیجئے ۔ ایجوکیشن کو دیہات دیہات پھیلا دیا گیا ہے کثیر رقومات صرف کیجا رہی ہیں ۔ ایک اور چیز یہ ہے کہ قلیل مدت میں وہ تمام ضروری قوانین پیش کئے گئے ہیں جنکی ضرورت تھی ۔ اور جو ضروری قانون ہیں وہ بھی مدون ہوچکے ہیں بہت تھوڑے عرصہ میں وہ بھی پیش کئے جائینگے جیسے کہ لیانڈ ریفارمس کا قانون ہے ۔ اسیطرح قومی میدان میں ہو یا تعلیمی میدان میں مختصر یہ کہ ہر میدان میں اپنا ملک آگے بڑھ رہا ہے ۔

اسیطرح اور دوسری چیزوں کو لیجئے صنعت و حرفت میں بھی جس تناسب سے ہمارے اسٹیٹ کو خرچ کرنا چاہئے اسکا خیال رکھا گیا ہے ۔ بڑی صنعتوں کے علاوہ چھوٹی صنعتوں کی جانب بھی کافی توجہ کیجا رہی ہے ۔ کاٹیج انڈسٹریز کو پھیلانے کی کوشش کیجا رہی ہے ۔ اس قلیل مدت میں جسقدر رقوم خرچ کئے جاسکتے ہیں کئے جا رہے ہیں ۔

ایلوپیتھک اور ہوموپیتھک ایورویدک وغیرہ کیلئے بھی جو کچھ کیا جانا چاہئے کیاجا رہا ہے ۔

زراعت جو اپنے ملک کے زندگی کی سب سے اہم چیز ہے اسکی ترقی کیلئے بھی ضروری تدابیر اختیار کیجا رہی ہیں ۔ اس میں بھی ہوشیاری کے ساتھ ترقی کرنے کی کوشش کیجا رہی ہے ۔ زراعت کی ترقی کیلئے نئے نئے طریقے اڈاپٹ کئے جا رہے ہیں ۔ ساتھ ساتھ بڑے بڑے پراجکٹس کیلئے بڑی بڑی رقمیں مہیا کیگئی ہیں جن سے بہت ساری امیدیں وابستہ ہیں لیکن میں کہونگا کہ ان سے فائدہ اٹھانے کیلئے کچھ مدت تک صبر کرنے کی ضرورت ہوگی ۔ اسکا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ پراجکٹس کے بنانے میں چونکہ زیادہ مدت صرف ہوتی ہے اسلئے چھوٹے چھوٹے تالاب کیلئے بھی گنجائش مہیا کیگئی ہے ۔ کاشتکاروں کو تقاوی دیجاتی ہے اور جو ٹکنیکل مشورہ دیا جانا چاہئے محکمہ زراعت کی جانب سے دیا جاتا ہے ۔

لیبر ملک کا اہم حصہ ہوتا ہے ۔ اسکے حقوق کی حفاظت کیجاتی ہے انکی قانونی مدد کیجا رہی ہے ۔ جو معاوضہ انکو انکی محنت کا دیا جانا چاہئے دیا جاتا ہے ۔ ہوزنگ اسکیم کے تحت مکانات بھی بنائے جا رہے ہیں اور ضروری سہولتیں انکو فراہم کیجا رہی ہیں ۔

ملک کی ترقی کیلئے سب سے اہم چیز سماج ہے ۔ سماج سدھارنے کیلئے کافی توجہ دی جا رہی ہے ۔ ہم جانتے ہیں کہ سماج کی برائیوں کی وجہ سے ہی بھارت کے ٹکڑے ہونے کی نوبت آئی ۔ ہمارے سماج کی ایک بڑی داستان ہے ۔ میں اسکی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا ۔ صرف یہی کہونگا کہ سماج سدھار پر بھی حکومت کافی توجہ دے رہی ہے ۔

اس کے علاوہ حکومت نے اس قلیل مدت میں دیہاتوں کی سدھار اور کاشت کرنے والوں کی بہتری کیلئے لینڈ ریفارمس کے سلسلے میں قانون بھی پیش کیا ہے ۔ لینڈ ریفارمس میں اراضی کی حدیں مقرر کیگئی ہیں ۔ زندگی کے دوسرے شعبوں میں ایسی کوئی حد بندی نہیں ہے ۔ لیکن کسان پیشہ کی زندگی جو ملک کے کثیر تعداد یعنی [illegible]

صد آبادی سے تعلق رکھتی ہے اسے سدھارنے کیلئے حکومت نے یہ عمل کیا ہے ۔ ان تمام چیزوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ صحیح ہے کہ بجٹ اصلی قانون اور اصلی اصولوں کو پیش نظر رکھکر تیار کیا گیا ہے ۔ بہت سوچ سمجھکر قدم اٹھائے گئے ہیں ۔ اور یہ قدم ملک کی ترقی کی راہ در ہیں ۔ ملک ان چیزوں سے آگے بڑھیگا دنیا کے مدبرین نے اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ بجٹ قانون اور فطری اصولوں پر تیار ہونا چاہئے ۔ ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھکر تیار کیا گیا ۔ میں یہ کہونگا کہ یہ بجٹ انتہائی موزوں بجٹ ہے — (Bell)

آخر میں میں چند استدعائیں رکھتا ہوں ۔ ایک تو یہ کہ گاؤں میں جو چھوٹی صنعتیں چل رہی ہیں انکی رفتار کو بڑھانا چاہئے ۔ کام سکھانے والے جو لوگ ہوتے ہیں انہیں دیہاتیوں کی روزمرہ کی زندگی اور انکے خیالات سے اچھی طرح واقف ہونا چاہئے ۔ وہ دیہاتیوں کیلئے ایک عجیب چیز نہ ہوں ۔ بلکہ انہی میں سے ہوں تاکہ بہتر طریقہ پر کام کرسکیں ۔

پنچایتوں کے بارے میں بھی میں یہ کہونگا کہ اسکی رفتار کو تیز کرنا چاہئے اور پنچایتوں کو مستحکم اور متحرک کرنا چاہئے ۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : Shri K. R. Veeraswamy.

Shri. K. R. Veeraswamy (Kalvakurti-Reserved) : Mr. Speaker, Sir, I should like to say in the very beginning that the hon. Finance Minister has presented the Budget with all sincerity at his command. At the same time, I cannot but refrain from saying that this is a Budget based on over-estimations, under-estimations, rosy forecasts and last but not the least a long line of excuses.

In this connection, I would particularly like to invite the attention of the House to the following extracts from the hon. Finance Minister's speech :

"This increase of Rs. 342 lakhs on account of increase in Central subvention and Customs and surcharges has, however, been partially counterbalanced by short falls of revenue under excise, sales tax and other heads.

Excise auctions have recorded a fall of about Rs. 66 lakhs, while duty on liquor has also gone down by about Rs. 22 lahks. As the Excise year is from October to September, the loss in 1952-53 will be about Rs. 49 lakhs and the balance will be reflected next year.

The Sales Tax Department is still in the formative stage. Business has also suffered, to a certain extent, on account of fall

in prices. The income from this source is, therefore, now expected to be Rs. 193 lakhs as against Rs. 247 lakhs anticipated in the Budget. There is thus a fall of Rs. 54 lakhs under this head."

Sir, from this it will be noticed that there is a fall of about Rs. 66 lakhs under Excise and another Rs. 54. lakhs under Sales Tax. The total of both these items comes to about Rs. 1½ crores. Apart from this, if there was no Central subvention also, the State would have had to face a deficit of over Rs. 3 crores. Thus, as I said this is a Budget of overestimation, underestimation and rosy forecasts. It is, perhaps, no exaggeration to say that only because of the Central subvention, the State Government had been able to survive. I must say that the Budget as presented by the hon. Finance Minister has got technical lacunæ in it. We cannot underestimate or overestimate huge amounts of money, and call huge reductions in money as short falls. This is wrong budgeting.

Secondly, I would like to bring to the notice of the House certain points about the Central subvention. As has been pointed out by the hon. Finance Minister, the Centre has increased its subvention from Rs. 116 lakhs to Rs. 342 lakhs—an increase of Rs. 226 lakhs. That is to say, the Government has got—over and above what it got last year by way of subvention—Rs. 226 lakhs in 1952/53 and Rs. 217 lakhs in 1953/54. In my opinion, perhaps, we could have got more. In this connection, the hon. Finance Minister observes :

"......But the Finance Commission did not find Hyderabad as a fit case for grant-in-aid under the substantive portion of Article 275 (1) of the Constitution...."

On the one hand, the hon. Finance Minister says that the State Government got substantial amount from the Centre by way of subvention, but on the other hand, he admits that :'.... the Finance Commission did not find Hyderabad as a fit case for grant-in-aid under substantive portion of Art. 275 (1) of the Constitution.....' What does this mean According to the hon. Finance Minister, the principles recommended for aid under the above Article are : (*i*) budgetary needs, (*ii*) self-help by way of tax effort and economy in expenditure, (*iii*) standards of social services, and (*iv*) social obligations. In other words, it is tantamount to saying that in all the above four items Hyderabad has not done well and, therefore, it has not been able to get sufficient aid from the Centre. That is to say though the Centre has increased its subsention, yet it has found that Hyderabad

is not adjusting its budget properly; it is not able to tax itself to the maximum; and that the amount spent on Social Services is not as much as it ought to have been. So, what I mean to say is that on all these four items, Hyderabad Government has not shown sufficient justification for more Central subvention. In view of this, we can see that the Centre has not found Hyderabad a suitable State for granting more subvention. This itself is a censure by the Central Government (Applause from the Opposition Benches) and it has been admitted by the hon. Finance-Minister himself. The present amount of subvention which the Government of Hyderabad has obtained is not in my opinion due to the intelligent efforts of the Finance Department. It is, perhaps, due to the sincere efforts of the hon. Finance Minister on perhaps it may be also due to the popularity which he commands with the Government of India.

Coming to the currency problem—this is a burning problem of the day and I am surprised to notice that most of the speakers have not touched this point at all—I am sorry to say that the hon. Finance Minister has not said anything about the implications or the repercussions of the change-over from O.S. to I.G. currency. As the House is aware, during this change-over from O.S. to I.G. currency, a substantial portion of the O.S. currency is circulating in the market. I should say that the purchasing power of the people has gone down; and when that is the case, prices will naturally shoot up. But our Government thinks that though the O.S. currency may be reduced in circulation, prices will stabilise at a reasonable level and will not shoot up.

What steps have the Hyderabad Government taken to solve the currency problem? Have we not got precedents of countries like Japan? When Japan occupied Burma, it did not give any equivalent currency, but on par; a note for a note and a denomination for a denomination. That has not inflated the currency in that country. Prices did not shoot up. If we do not increase the I.G. currency, we know the repurcussions it would have on the middle-class. A middle-class man gets 100 or 150 rupees. Will he be in a position to manage all his requirements with a less amount in I.G. He has got pay rent—say 20 rupees—and so many other things. The house owner will not be content to take the equivalent of O.S. Rs. 20 in I.G. He will demand 20 rupees in I.G. Not only the poor classes would be affected by this policy, but also the middle-class. After all that is said and done, how much has been reduced?—to the extent of about 4 crores of rupees. This four crores is not going to inflate the currency in Hyderabad. If you pump some more currency into circulation, we would not have been hard up by inflation.

Therefore, what I contend is that the Hyderabad Government, instead of framing the budget in I.G. currency, could easily have put in the same amount of currency in the market ; and after all, 4 crores of rupees does not make much difference : it is not going to reduce the purchasing power of the people, if only that amount of currency has been put in the market. This problem has not been considered by the hon. Finance Minister. May be, he might have tried his best and certain circumstances might have stood in this way. Any way, I would feel he should have constituted a sub-Committee of this House and taken the consensus of its opinion into consideration before framing the budget.

There are certain practical difficulties in this change-over, to which I would like to refer. For instance, we have got sales tax of 4 pies in the rupee. How are we going to reduce this 4 pies into I.G. currency for assessment of the sales tax ? Has the Government got any denomination ? Then, how are they going to levy the tax ? By introducing I.G. currency, perhaps it might have been felt that the prices of commodities will find their level as obtaining in the neighbouring states, viz., it is being surmised that a given amount of currency in Hyderabad it may purchase the same amount of goods as will be purchased for the same given amount of currency in the neighbouring States. For instance, I should say in Vijiawada, for Re. 0-10-0 I. G., they get ½ seer of rice. I would ask, can you expect the same in Hyderabad, after the conversion ? I apprehend this may bring in a revolution among the people ; and what I feel is that if, instead of framing the budget in I.G. you put in the same amount of currency in I.G. as per given amount of O.S. currency as in circulation in the market, that would have gone a long way in solving the problem. It cannot be inflation but reflation. We notice deflationary tendencies in the market : deflation means that the purchasing power of the people has come down. I reiterate that 4 crores is not going to bring inflation in the State and I cannot help but feeling that this burning problem has not been tackled in a proper perspective.

Next coming to the recommendations of Gorwala, so for as know they have not been implemented. So many items of expenditure recommended for reduction have not been reduced. Shri Gorwala dealt with various aspects of the General Administration and how best expenditure should be reduced. But alas! in spite of the wonderful and intelligent efforts of Shri Gorwala, those recommendations have not been implemented and which if implemented, could have fetched a saving of over 2 crores of

rupees on Governmental expendirute. As all the hon. Members are aware, the greatest expenditure in the budget is the expenditure on the Government and we are spending more than 45 per cent. of the tax-payers' money on general administration. We have to see that the services are properly manned. A top-heavy administration leads to overbalancing of the Government. I strongly feel and urge that Shri Gorwala's recommendations should be implemented forthwith. Take Let us for example the Finance Department : We have got more than 17 or 18 secretaries ; whereas in Madras there are 6 to 8 secretaries. Those 6 to 8 secretaries are able to manage a budget of 72 crores whereas our 18 secretaries have not been able to manage our 30 crores' budget. What does this amount to? Does it not amount to inefficiency and a censure of the Government

Government does not seem to pay heed to the views of the members of the Assembly. We are here to ventilate the grievances of the public and the Government is expected to take us into confidence in order to see that it tones up the administration and goes on a progressive path. So many things are said here but nothing ultimately materialises. At the beginning, they say 'we are going to introduce a very glorious budget, a people's budget, ..' and later on, they say'we are not in a position to do because certain circumstances warranted us not to do these things'. That has been the excuse..

Mr. Chairman : The time is up.

Shri K. R. Veeraswamy : I expect to finish my speech within five minutes, Sir.

Mr. Chairman : The hon. Member has already taken 20 minutes. One more minute is given to him.

Shri K. R. Veeraswamy : Coming now to the subject of roads, the Central Government is giving subvention of 20 lakhs of rupees to the State Government. Besides we are spending nearly one crore of Rupees on roads. But what is the condition of roads in the Hyderabad State, especially in Districts? We find that the roads are generally full of pitfalls, with mud or earth thrown here and there. They are not properly laid and managed. Yet we are spending a very huge amount on roads and so too are the municipalities. The Finance Department is giving several lakhs of rupees as grants-in-aid to the municipalities for proper construction of roads and other amenities. But I ask, have they got any financial control over the municipalities? Do they see that

the monies granted to the various departments are properly expended? Perhaps, not. What is the Government doing? Again, the old song is sung. If for any reason a certain municipality is not given any grant, they say the bad repairs of roads is due to lack of finance. This song of financial stringency has become a favourite hymn of the Hyderabad Government. Every time and for every thing, they say 'financial stringency'. But I assert that there is a will, we can do more things. As the hon. Member of the Socialist party who preceded me has stated, in two years in Burma they have done wonders. Likewise, we too can do things. We cannot say, we have not got men ; we have not got material etc. I Only charge that the Government is lethargic in doing things. We are not short of circulars ; we are not short of sermons ; we are not short of lectures ; we have got everything ; but what is lacking is the will on the part of the Government. So, my request to the Government is that it should try to heed the reflections made in the House and see that these things may not be treated lightly, and that should they take as serious a view as possible of them lest the people may take law into their own hands.

شری گوپال راؤ اکبوٹے (چادرگھاٹ) ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ (۲۰) لاکھ کے خسارہ کے بجٹ پر پرسوں سے میں تقریریں سن رہا ہوں ۔ آنریبل منسٹر فار فینانس نے ابھی اپنی ایک طویل تقریر میں بجٹ پر کافی روشنی ڈالنے کی کوشش کی ھے ۔ کم ازکم میں اپنی حد تک کہونگا کہ پرسوں سے آج تک میں نے بولنے کی کوشش نہیں کی ۔ کیونکہ میں جاننا چاھتا تھا کہ اپوزیشن کی مختلف پارٹیز کا رحجان اس مرتبہ کے بجٹ کے متعلق کیا ھے ۔ اب جبکہ معزز ایوان کے سامنے لگ بھگ سب پارٹیوں کا نقطہ نظر آگیا ھے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے وچار بھی سامنے رکھوں ۔ گزشتہ بجٹ کے متعلق کئی ایک اپی تھیٹس (Epithets) اور اڈجکٹیوز (Adjectives) ھم نے سنے تھے کسی نے کہا تھا کہ یہ پولیس بجٹ ھے ۔ کسی نے جاگیردارانہ بجٹ کہا ۔ کسی نے اس کو زمیندارانہ بجٹ کہا ۔ وہ اپی تھیٹس (Epithets) توکم ازکم اس سال کے بجٹ پر نہیں کہے گئے ۔ البتہ ٹرمینالوجی (Terminology) تھوڑی سی بدل گئی ھے ۔ اب یہ کہا گیا کہ یہ اسٹیٹس کو (Status quo) مینٹین (maintain) کرنے والا بجٹ ھے ۔ جب تک وہ زمیندارانہ چوکھٹا نہیں بدلے گا اس وقت تک اسی قسم کے بجٹ ایوان کے سامنے آتے رھینگے ۔ ھر شخص اپنی نشست پر بیٹھ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کررھا ھے کہ اپوزیشن کی جانب سے جو تقریریں بجٹ کے تعلق سے ھوئیں اون میں کونسی کانکریٹ (concrete) اور سبسٹیانشیل (Substantial) چیزیں بیان کیگئیں ھیں جن کو لیکر بجٹ مرتب کرتے وقت یا آیندہ سال کے بجٹ کی تشکیل کے وقت غور کیا جاسکیگا ۔ میں گزشتہ سال کی تقریروں کا اس سال کی تقریروں سے مقابلہ کرنا نہیں چاھتا ۔ لیکن اس سال کی تقریروں پر دو منٹ کا ایک تبصرہ کرکے بجٹ پر آؤنگا ۔

اپوزیشن یا رٹیوں کے نقطہ نظر سے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنرل ریوینیو رسیٹ
(General Revenue Receipt) کے تعلق وہ سب دو امور پر متفق ہیں۔
ایک تو یہ کہ کسی قسم کے نئے ٹیکسس عاید نہ ہونے چاہئیں ۔کیونکہ اون کی رائے
میں حیدر آباد کی جنتا کی جو ٹیکس ایبل کیپاسٹی (Taxable capacity) تھی وہ
پوری ہو گئی ۔ اب کوئی کیپاسٹی یہاں کے ٹیکس پیر (Tax Payer) میں نہیں
رہی کہ ٹیکس ادا کرسکے ۔ دوسرے یہ کہ موجودہ (۲۸) کروڑ کے بجٹ میں جتنے سجیشن
(Suggestion) ٹاپ ھیوی اڈمنسٹریشن (Top heavy Administration) کو
ختم کرنے کیلئے رکھے گئے یا جو دوسرے مائنر سجیشن (Minor Suggestions)
ھاؤس کے سامنے رکھے گئے ھیں اگر اون کو نظر انداز کردیا جائے تو معلوم ہوگا کہ
جنرل ریوینیو رسیٹ (General Revenue Receipt) میں اضافہ کے لئے کسی
پارٹی کی طرف سے کوئی ٹھوس سجیشن (Suggestion) پیش نہیں ھوا ۔ البتہ
بعض صاحبوں کی جانب سے لینڈ ریوینیو کے تعلق سے یہ ایک ٹھوس سجیشن پیش کیا گیا
ھے کہ ایسے تمام اراضیات جن سے معقول آمدنی نہ ہو اور جن سے کوئی سبسٹینس
(Subsistence) بھی نہ ہوتا ہو اون کی مالگزاری معاف کردینی چاہئے ۔ یہ اور اسی
قسم کی بہت سی باتیں کہی گئی ھیں جن سے ریوینیو پر اثر پڑتا ھے ۔ لیکن کوئی ٹھوس
سجیشن اس میں نہیں ھے ۔ ویلفیر اسٹیٹ (Welfare State) کی باتیں کہی
جاتی ھیں ۔ میگزیم سوشل اڈوانٹیج (Maximum Social Advantage) کا
مطالبہ کیا جاتا ھے اور ڈالٹن کی تھیوری کے لحاظ سے بجٹ سے توقع رکھی جاتی ھے ۔ جب
میگزیم سوشل اڈوانٹیج کا مطالبہ کیا جاتا ھے تو اوس کے ساتھ ساتھ سوشل لیابیلیٹیز
(Social liabilities) بھی ہوتی ھیں ۔ ایسے لیابیلیٹیز کو پورا کرنے کیلئے
بھی تو کوئی سجیشن ھاؤس کے سامنے لانا تھا ۔ لیکن.... وھاں سوائے اسکے کہ ایک
نکتہ چینی برائے نکتہ چینی ہو کوئی زیادہ اھمیت کی بات نہیں ھے ۔ جہاں تک ریوینیو ریسیپٹس
(Revenue Receipts) کا تعلق ھے کہا جاتا ھے کہ اڈمنسٹریشن (Administration) ٹاپ
ھیوی (Top heavy) ہو گیا ھے اور اڈمنسٹریشن میں اضافہ نہونا چاھئے ۔
اسمیں کمی کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ھے ۔ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ریوینیو ریسیپٹس
کم ہوجائینگے ۔ کامپلک سٹیز (Complexities) کو بڑھاکر مطالبات کئے
جائیں تو فطرتاً سوال پیدا ہوتا ھے کہ پیسہ کہاں سے آئے ۔ فینانس منسٹر کو سوچنا چاھئے
کہ اسکے لئے گنجائش کہاں سے نکالنی چاھئے بشرطیکہ عوام پر اسکا بار نہ پڑے ۔ اسی
بارے میں دو تین سجیشن (Suggestions) آرھے ھیں کہ فلاں صاحب سے
لیا جائے ۔ فلاں کو جو معاوضہ دیا جاتا ھے نہ دیا جائے یا کم کیا جائے ۔ لیکن اتنا ضرور
ھے کہ وہ سجیشنس نتیجہ خیز نہیں ھیں ۔ اگر ان سجیشنس کو قبول بھی کیا جائے تو
ایک آدھ سال کیلئے کچھ مل جائیگا لیکن اوس سے بھی بجٹ کو بیلنس (balance)
کرنے میں مدد نہیں ملیگی ۔ اسلئے یہ اپروچ (approach

بنیادی طور پر غلط ہے۔ ریوینیو ریسیپٹس کے وصول کرنے والوں پرنظر نہ رکھکر اس نقطہ نظر سے حملہ کریں اور صرف تنقید کریں اور اس قسم کے خفیف مطالبات کریں تو اسکو بجٹ کے اصول کو نظر انداز کرنا کہا جائیگا ۔

وہ مختلف پلان جو حکومت کے سامنے ہیں جنکو بلو پرنٹ (Blue print) کے طور پر عوام کے سامنے لانا ضروری نہیں ہے تاکہ آنے والے سال میں وہ کونسے مختلف ذرائع ہیں جنکو حاصل کرنا حکومت ضروری سمجھتی ہے ۔ اس رجحان کے تحت جب ہم بجٹ کی طرف دیکھتے ہیں اور انسٹرومنٹ آف پلاننگ (Instrument of Planning) کو دیکھتے ہیں تو دو چیزیں ہمارے سامنے آتی ہیں ۔ جب گذشتہ سال سے مقابلہ کرتے ہیں تو کچھ امید آنریبل فینانس منسٹر کی تقریر سے معلوم ہوتی ہے کہ نو لاکھ کی رقم ریوینیو کلکشن (Revenue Collection) سے وصول ہوجائیگی اور چھ لاکھ کی فاضل آمدنی آر-ٹی-ڈی (R. T. D.) سے وصول ہوجائیگی اور دوسرے سارے مدات پر ریوینیو ریسیپٹس (Revenue Receipts) بجٹ میں بتائے گئے ہیں ۔ گذشتہ سال بھی میں نے اپنی تقریر میں بتایا تھا کہ اریرس آف لینڈ ریوینیو (Arears of land Revenue) اتنا اکیوملیٹ (Accumulate) ہوگیا ہے کہ اسکی طرف حکومت کو خاطر خواہ توجہ کرنی چاہئے مگر نہیں کیگئی ۔ یہ سوال اب بھی اسیطرح باقی ہے ۔ بقایا جس مقدار میں وصول ہونا چاہئے نہیں ہورہا ہے ۔ ایسے اشخاص کے ذمہ صدہا روپیہ کا بقایا چلا آرہا ہے جن سے مالگزاری وصول کرنے کی تدابیر کے منجملہ پہلی تدبیر بھی اختیار کیجائے تو بقایا کافی مقدار میں وصول ہوسکتا ہے ۔ معلوم نہیں کہ گزشتہ سال اس سلسلہ میں کیا تدابیر اختیار کیگئی ہیں ۔ لیکن میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ مالگزاری کا بقایا جس مقدار میں وصول ہونا چاہئے تھا وصول نہیں ہوا ۔ ریوینیو ریسیپٹس (Revenue Receipts) اس وجہ سے کمزور معلوم ہورہی ہیں ۔ اب نو لاکھ روپیہ کے وصول ہونے کا جو امکان بتایا جارہا ہے وہ بھی اتنا خاطر خواہ نہیں ہے ۔ آر-ٹی-ڈی سے چھ لاکھ کی وصولی کا امکان بتایا گیا ہے ۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مرکزی حکومت سے (۲۰) لاکھ روپیہ ملنے والے ہیں ۔ اگر گورنمنٹ آف انڈیا دونوں مدات نامنظور کردے تو ہمارے بجٹ کا خسارہ (۲۰) لاکھ سے بڑھکر (۸۰) لاکھ ہوجائیگا ۔ ہم اسکو نہیں دیکھ رہے ہیں کہ خسارہ (۸۰) لاکھ کا ہے یا بیس لاکھ کا بلکہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ انسٹرومنٹ آف پلاننگ میں جو چیزیں بنائی گئی ہیں وہ پوری ہونگی یا نہیں ۔ اس درشٹی سے (दृष्टीसे) میں ایوان کی توجہ مبذول کرونگا ۔ میکزیمم سوشیل اڈوانٹیج (Maximum Social Advantage) حاصل کرنا ہے تو ہمیں مشنری کو افیشینٹ (Efficient) بنانا پڑیگا ۔ مالگزاری کا بقایا جلد وصول کرنا پڑیگا ۔ ریوینیو ریسیپٹس کے سلسلہ میں انقلابی تبدیلی لانی پڑیگی ۔ فینانشیل انٹی گریشن (Financial integration) کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ فیڈرل فینانسس (Federal Finances) ہمارے ختم ہونچکے ہوں مگر

فینانشیل انٹی گریشن کے نتیجہ میں جو میگزیمم امداد حیدر آباد کو ملنی چاہئے اسمیں
معلوم ہوا کہ کچھ اضافہ ہوا ہے نہ معلوم یہ اوس رزولیوشن کا اثر و نتیجہ ہے جو گزشتہ
سال ہم سب نے متفقہ طور پر اسمبلی میں پاس (Pass) کیا تھا یا کیا - بہرحال
کوئی وجہ ہو فینانس کمیشن نے ہمارے مطالبہ کو منظور کیا ہے لیکن پھر بھی خاطر خواہ
طور پر تلافی نہیں ہوئی ہے ۔ ایک طرف تو فیڈرل فینانسس کم ہو گئے ہیں اور دوسری
طرف فینانشیل انٹی گریشن کی وجہ سے جو نقصان ہوا ہے اسکی عدم تکمیل کی وجہ سے ہم
گھاٹے میں ہیں ۔

اکسائیز کے آکشنس (Auctions) کی جانب بھی میں توجہ دلانا
چاہتا ہوں - فینانس منسٹر نے یہ کہا ہے کہ گزشتہ سال نقصان آیا ہے اور آئندہ سال اسکا
اثر ہونے والا ہے - لکر ڈیوٹیز (Liquor Duties) میں کمی ہونے کی وجہ سے
اسکا اثر سنہ ۵۳-۵۴ع پر پڑنے والا ہے یہ وجہ بجٹ میں بتائی گئی ہے ہمیں معلوم نہ ہوسکا
کہ وہ کیا دشواری ہے جسکی وجہ سے ۶۶ لاکھ کی کمی ہوگئی ہے - اگر یہ واقعہ ہے کہ
آبکاری کے کنٹراکٹرس (Contractors) نے سازش کی ہے تو میں مودبانہ
گزارش کرونگا کہ آپکو ایسی مشنری کو لانا چاہئے جس سے ہراج میں ایسے لوگ جمع
ہو کر جو مصنوعی فضا پیدا کرتے ہیں وہ فضا پیدا نہ کرسکیں کھلے آکشن (Auction)
میں اسطرح ۶۶ لاکھ کا ہمیں نقصان ہو تو واقعی یہ غور کے قابل چیز ہے - میں آنریبل
فینانس منسٹر سے توقع رکھتا ہوں کہ سنہ ۵۳-۵۴ میں یہ اسٹوری (Story)
ریپیٹ (Repeat) نہ ہونے پائیگی - کیونکہ یہ ایک ایسی گنجائش ہے جس سے ہم
بہت سے فائدے حاصل کرسکتے ہیں اگر قواعد ہراج میں کوئی سقم ہے تو انکی ترمیم ہونی
چاہئے اور اگر کوئی دوسری چیزیں ہیں تو انکا بھی موثر طور پر انسداد ہونا چاہئے - یہ
کہنا فضول ہے کہ پروھیبیشن (Prohibition) کی وجہ سے یہ ہوا ہے - میں
اسکو ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں - جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہی وجہ صحیح ہے کہ
ہراجوں میں سازش کی وجہ سے یہ کمی ہورہی ہے - اگر ہراج میں سازش کیجاتی ہے
اور مصنوعی فضا پیدا کرنے کی کوشش کیجاتی ہے تو اسکی روک تھام ہونا ضروری ہے -
جہاں تک لکر ڈیوٹی (Liquor Duty) کا تعلق ہے وہ ۲۲ لاکھ کم ہوگئی
ہے اسکی وجہ بھی میں ایوان کے سامنے لاؤنگا - ایک دوسرا ایٹم (Item) ریوینیو
ریسیپٹس (Revenue Receipts) پر ایسا ہے جسکی جانب فینانس منسٹر
کی توجہ مبذول کراؤنگا وہ ہے کسٹم ڈیوٹی (Custom Duty) سیلس ٹکس
(Sales Tax) اور امپورٹ ڈیوٹی (Import Duty) یہ آمدنی کے
کمزور ذرائع ہیں - سیلس ٹکس کے بارے میں جو وجہ بتائی جارہی ہے وہ عجیب سی ہے -
ایک طرف تو یہ بتایا جاتا ہے کہ سیلس ٹکس کم وصول ہورہا ہے - چونکہ مشنری فارم
ہورہی ہے اسلئے سیلس ٹکس کم وصول ہورہا ہے - دوسرے یہ کہ بزنس (Business)
کم ہورہا ہے اسلئے اس ٹکس کی وصولی پر اثر پڑرہا ہے - لیکن اپوزیشن کی طرف سے جو

آرگیومنٹ (Argument) لائے جارہے ہیں وہ یہ ہیں کہ سیلس ٹکس کی
شرح زیادہ ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ آرگیومنٹ کچھ ٹھیک نہیں ہے - بیوپاری جو کچھ
دیتا ہے وہ اپنی جیب سے تو نہیں دیتا - وہ بھی کسی اور کی جیب سے دیتا ہے - اسلئے یہ
کہنا کہ سرح ٹکس زیادہ ہے صحیح نہیں ہے - میں اس سے متفق نہیں ہوں - اگر وجہ یہ
ہے کہ پرچیزنگ پاور (Purchasing Power) کم ہوگیا ہے تو ہمیں اس
پر سوچنا چاہئے کہ کیوں ایسا ہورہا ہے - پورے بجٹ کا دارومدار ڈیپریشن آف کموڈیٹیز
(Depression of Commodities) کے سوال پر ہے - انفلیشن (Inflation)
ہے یا کوئی اورخرابی ہے - اگرہے تو کس جگہ ہے .. یہ کہنے سے کام نہیں چلیگا کہ پرچیزنگ
پاورکم ہوگیا ہے- در اصل یہ بتانا پڑیگا کہ تاجر کی حالت اتنی گرگئی ہے کہ وہ اسکو
برداشت نہیں کرسکتا لیکن دوسرے ممالک کے مقابلہ میں آپ ہمارے ہاں کی شرح ٹکس
کا مقابلہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے ہاں ٹکس کی شرح بہت کم ہے- بہرحال کمی کے
جو وجوہات بتائے گئے ہیں صحیح نہیں ہیں - میری رائے میں وجہ یہ ہے جیسا کہ
لیڈر آف دی ہاؤس (Leader of the House) نے بتا یا تھا کہ ہم ڈائرکٹ
(Direct) سے ان ڈائرکٹ ٹکس (Indirect Tax) کی طرف جارہے ہیں-
اس سے ہمیں ڈائرکٹ و ان ڈائرکٹ کی میرٹ (Merit) میں لیجانا مقصود
نہیں ہے- ہاؤس کے سامنے سنجیدگی سے یہ چیزیں رکھنا چاہتا ہوں - یہ صحیح نہیں ہے
کہ یہاں کی ٹکسیبل کیپسٹی (Taxable capacity) کم ہوگئی ہے-

اس کے متعلق سنہ ۱۹۲۴ - ۱۹۲۵ع میں ٹیکس انکوائیری کمیشن
(Tax enquiry commission) بٹھایا گیا تھا - اس کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں -
اسکے بعد میں آنریبل چنتا من دیشمکھ کی اس تحریر کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کرنا
چاہتا ہوں جس میں انہوں نے جان متھائی کی صدارت میں ٹیکس انکوائیری کمیشن
بٹھانے کی تجویز پارلیمنٹ کے سامنے رکھی ہے- وہ رپورٹ اور انکی یہ تقریر دیکھنے کے
بعد یہ تصور ہمارے سامنے آئیگا کہ کیا در اصل حیدرآباد کے ٹیکس پیرس (Tax Payers)
کی ٹیکس پے اینگ کیپا سٹی (Tax Paying capacity) کم
ہوگئی ہے ؟ جبتک کہ کوئی خاص کمیشن حیدرآباد میں بھی نہ بٹھایا جائے اسکا صحیح
اندازہ نہیں ہوسکتا - میں حکومت کے سامنے ہمدردانہ طور پر اس سجیشن
(Suggestion) کو رکھونگا - کیونکہ یہ رلیٹیو فارم (Relative form)
ہے جس میں مختلف تھیو ریز (Theories) کام کرتی ہیں - اس کے مد نظر
حیدرآباد میں ایسا ٹیکس انکوائیری کمیشن (Tax enquiry commission)
قائم ہونا چاہئے اس سے دو چیزیں ہونگی - ایک طرف تو یہ ظاہر ہوجائیگا کہ کیا
حقیقی ٹیکسیبل سٹی سے اونچا ٹیکس عائد کیا گیا ہے اور دوسری طرف ٹیکس کا ایویزن
(Evasion) بھی ہوجائیگا - اس سے دونوں باتیں عوام کے سامنے
آجائینگے -

اکسپنڈیچر (Expenditure) کے ایٹمس (Items)
میں ریوینیو کے سلسلے میں میں کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن چونکہ وقت ختم ہوچکا ہے
اسلئے میں دو اہم ایٹمس انڈسٹری (Industry) اور ایجوکیشن
(Education) کے سلسلے میں اپنے چند خیالات کا اظہار کرکے
ختم کردونگا ۔ سنٹر کے فائیوایر پلان میں انڈسٹریز کا جو ریشو (Ratio) ہے
اعداد میں ایوان کے سامنے لانا چاہتا ہوں ۔ آنریبل ممبرس اچھی طرح جانتے ہیں کہ
سنٹر کا فائیوابر پلان (Five-Year Plan) (۲۰۶۹) کروڑ کا ہے ۔ اس میں
انڈسٹریز کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے اس کا پرسنٹیج (Percentage) (۸۰۴)
فیصد ہوتا ہے ۔ اسکے مقابلہ میں ہمارے حیدرآباد کا فائیوایر پلان (۳۵۰۴) کروڑ کا ہے جس
میں انڈسٹریز پر (۳۵۰۲) کروڑ روپیہ خرچ ہوگا ۔ اس کا پرسنٹیج (۵۰۲) ورک اؤٹ (Work out)
ہوتا ہے ۔ اس لحاظ سے ہمیں اپنی انڈسٹریز کو زیادہ تیز رفتار کرنے کے لئے اس پر
زیادہ صرف کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہماری ۵۰ فیصد انڈسٹریز جو متاثر ہو رہی ہیں
وہ متاثر نہوں ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ گذشتہ سال ہمارے ٹوٹل ریوینیو (Total Revenue)
کا (۷٪) فیصد انڈسٹریز پر خرچ کیا گیا ۔ میں اس موقع پر انڈسٹریز ورسز کاٹیج انڈسٹریز
(Industries versus Cottage Industries) کا ذکر کرکے ایوان کا
وقت لینا نہیں چاہتا ۔ لیکن حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ اگر
ہم انڈیا کو انڈسٹری لایز کرنا چاہتے ہیں تو (Industrialize)
ہماری انڈسٹریز کی یہ رفتار غیر مطمئن ہے ۔ انڈسٹریز کے ڈیولپمنٹ
(Development) کے لئے سنٹر (Centre) سے مقابلہ کرتے ہوئے میں دو
چیزیں ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ۔ انڈسٹریز کے لئے ایک تو کیپیٹل (Capital)
کی ضرورت ہوتی ہے اور دوسرے لیبر کی ۔ آنریبل فینانس منسٹر نے بتایا ہے کہ ہمارے
یہاں خانگی لوگ انڈسٹریز میں اپنا کیپیٹل لگانا نہیں چاہتے ۔ وجہ یہ ہے کہ شائد وہ
اعتبار نہیں کرتے ۔ اسلئے یہ توقع رکھنا کہ انڈسٹریز میں سارے کا سارا سرمایہ گورنمنٹ
ہی لگائے گی یہ ناممکن ہے ۔ یہ عوام کا کام ہے کہ وہ انڈسٹریز کو ڈیولپ (Develope)
کرنے کے لئے اپنا سرمایہ اپنے گھروں سے نکالیں ۔ اور انڈسٹریز کو بڑھانے میں گورنمنٹ
کا تعاون کریں ۔ اس بارے میں دوسری چیز لیبر (Labour) ہے ۔ اسکی
نسبت مجھے یہ کہنا ہے کہ انڈیا میں انڈسٹریزیل امپلائیمنٹ (Industrial employment)
کا پرسنٹیج ڈاؤن ورڈ ٹرنڈ (Downward trend) پر ہے ۔
۱۰۰ سے ۹۹ ہوا ۔ ۹۹ سے ۹۷ ہوا ۔ حیدرآباد کا انڈکس (Index) میرے
سامنے نہیں ہے ۔ لیکن مجھے اس نتیجے پر پہنچنے میں دقت نہیں ہوتی کہ یہاں بھی
انڈسٹریل امپلائیمنٹ ڈاؤن ورڈ ٹرنڈ پر ہے ۔ حیدرآباد کی جانب سے شائع شدہ ایسا کوئی
انڈکس ہمارے دیکھنے میں نہیں آیا کہ جس میں انڈسٹریل پراڈکشن
(Industrial Production) کا انڈکس بتایا گیا ہو ۔ جہاں تک گورنمنٹ
آف انڈیا کا تعلق ہے ٹکسٹائیل انڈسٹری (Textile Industry)

بہت ہی اپ ورڈ ٹرنڈ (upward trend) پر ہے - لیکن مجموعی حیثیت سے گورنمنٹ آف انڈیا کی (۵۰) پرسنٹ انڈسٹریز ایسی ہیں جنکا - ٹرنڈبیک ورڈ (Backward) ہے - خود آنربیل فینانس منسٹر نے بتایا ہے کہ بجز کول - کاٹن - شوگر اینڈ پیپر کے سمنٹ میں (۴۰۰۰۰) ٹن کا خسارہ ہوا ہے - میں یہ کہونگا کہ انڈسٹریل پروڈکشن کے انڈکس (Index) کو اوپر لیجانا زیادہ ضروری ہے - آج مختلف ممالک انڈسٹریز کو اوپر لیجانے کی کوشش کر رہے ہیں - میں انڈسٹریز کے بارے میں اپنا یہ سجیشن دینا چاہتا ہوں -

ایجوکیشن (Education) کے سلسلے میں کچھ باتیں ایوان کے سامنے رکھکر میں اپنے تبصرے کو ختم کرونگا - ایجوکیشن پر اگر چیکہ (۴۷۵) لاکھ روپیہ خرچ ہونا ہے لیکن پرائیویٹ انسٹی ٹیوشنس (Private institutions) جنکو آج کافی اہمیت حاصل ہے انکو صرف (۲۰½) لاکھ روپیہ گرانٹ دیجاتی ہے - حال ہی میں میں اورنگ‌آباد گیا تھا - وہاں سرسوتی بھون ودیالیہ ہے - وہاں کی فنکشننگ (Functioning) کو میں نے دیکھا - لیکن اسکی مالی حالت بہت کمزور ہے - اسی طرح ویویک وردھنی ہے اور کئی ایجوکیشنل سوسائیٹیز ہیں مثلاً گلبرگہ اور مومن‌آباد میں بھی پرائیوٹ انسٹی ٹیوشنس ہیں - لیکن انکی حالت بد سے بد تر ہوتی جا رہی ہے - یہ ادارے عوام کی اچھی خدمت کر رہے ہیں لیکن ان کے لئے صرف ساڑھے پچیس لاکھ روپیہ رکھے گئے ہیں - میں کہونگا کہ یہ رقم قطعاً ناکافی ہے - کم‌ازکم پرائمری ایجوکیشن کا انتظام گورنمنٹ اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد گورنمنٹ کے لئے یہ مارل آبلیگیشن (Moral obligation) ہو جاتا ہے کہ وہ ایسے اداروں کی مدد کرے - آج ہم یہ تھیوری (Theory) قبول کرتے ہیں کہ پرائیویٹ اداروں کو زیادہ سے زیادہ مدد کرنا چاہئے - میں یہ چیز ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا تھا لیکن اس وقت مختلف مدات پر تفصیل سے بحث کرنے کی گنجائش نہیں -

آخر میں میں یہ کہونگا کہ باوجودیکہ ریوینیورسیپٹس (Revenue Receipts) کم ہیں میں آنربیل فینانس منسٹر کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بجٹ کو بیالنس (Balance) کیا اور ایک معمولی سا (۳۰) لاکھ کا خسارہ بتایا - انہوں نے عوام پر کوئی نئے ٹیکس بھی عائد نہیں کئے - اور جو ٹیکس ہیں وہ ایسے ہیں کہ عوام اس سے متاثر نہیں ہوتے اسلئے میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں -

شری جی - سری راملو (منتھنی) اسپیکر سر - آج ہمارے سامنے نیا بجٹ پیش ہے اور فینانس منسٹر ہم کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ گزشتہ سال سے یہ زیادہ ترقی پسند بجٹ ہے گزشتہ سال جب انہوں نے اپنا سالانہ بجٹ پیش کیا تھا تو اپنے بجٹ کی تقریر میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے ابھی کاروبار سنبھالکر بہت ہی تھوڑا عرصہ ہوا ہے اور یہ بجٹ پہلے ہی بنایا گیا تھا اسلئے ہماری پارٹی کو اور مجھے اسپر غور سے دیکھنے کا موقع نہیں ملا اور کافی وقت نہیں ملا اسلیے کچھ نہ کچھ جلدی سے ہمارے سامنے پیش کیا گیا تھا لیکن

اب جو بجٹ ہمارے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اسکے لئے تو فینانس منسٹر کو پورا ایک سال
۳۶۰ دن ملے ہیں ۔ لیکن جب میں اس بجٹ کی طرف دیکھتا ہوں تو پہلے کے بجٹ میں
اور اس بجٹ میں کوئی فرق نظر نہیں آتا جسطرح پرانا بجٹ پیش کیا تھا اور اس میں جو
آئٹمس تھے وہی سب آئٹمس اوسیطرح سے جب اس بجٹ میں دیکھتا ہوں نظر آتے ہیں
تو میں یہ کہہ سکتا ہوں ۔

Any common man with a little understanding can put that question to the hon. Minister.

آپ نے ایسا کونسا بجٹ بنایا ہے جس سے ہمکو آرام ملے اور اس بجٹ میں ایسی کوئی چیز
نہیں ہے کہ جسکے لئے ہم فینانس منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کریں میں یہ صاف طور پر
کہنا چاہتا ہوں کہ آج کی یہ جو رولنگ پارٹی ہے اور وہ جس چوکھٹے میں پھنسی پڑی
ہے کہ پرانے چوکھٹے میں رہکر یہ لوگ اس سے زیادہ اچھا بجٹ پیش نہیں کرسکتے ہیں
یہ لوگ کوئی پروگریسیو بجٹ لا نہیں سکتے ہیں کیونکہ یہ چوکھٹا ہی ایسا کچھ عجیب
ہے ۔ اور اسکے اندر یہ لوگ اپنے کو گاندھی جی کے چیلے کہلاتے ہیں لیکن انکے کہنے
کے مطابق کام پر عمل نہیں کرتے ہیں گاندھی جی کا نام لیکر اور انقلاب کی قسم لیکر
یہ لوگ یہاں آئے ہوے ہیں اور حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں جس پرنسپل کو وہ
کہتے ہیں اسے روبعمل لانے کیلئے کیا کرتے ہیں ؟ اسکے لئے وہ تو تیار نہیں ہیں میں
کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو لاسکتے ہیں لیکن اسکے لئے اسطرح کا اسپرٹ
(Spirit) ہونا چاہئے ۔ صرف گاندھی جی کا نام لیکر کام نہیں چلیگا ہماری پرجا
سوشلسٹ پارٹی (Praja Socialist Party) کی جانب سے کئی بار کہا گیا
ہے کہ آج کانگریس کی جو رولنگ پارٹی ہے وہ ڈپرسڈ کلاسس (Depressed classes)
اور کسان مزدوروں کی بھلائی کیلئے کچھ نہیں کرسکتی ہے اسکے بارے میں ان کے سامنے
کوئی بلیوپرنٹ (Blue Print) نہیں ہے کوئی نقشہ نہیں ہے جب تک کوئی
نقشہ سامنے نہو تب تک یہ لوگ کچھ کام نہیں کرسکتے ہیں اور پلان بنے بھی تو اسپر
عمل نہیں ہوتا ہے پورے ایک سال ہم نے صبر کیا اور دیکھا کہ کچلے ہوئے کسان اور
مزدوروں کی بھلائی کیلئے یہ سرکار کیا کررہی ہے کانگریس پارٹی نے پوری پوری کوشش
کی کہ انکی جانب سے وہ عوام میں کچھ نہ کچھ ایسا کام بتاسکیں کہ وہ عوام کیلئے انکی
بھلائی کیلئے کام کررہی ہے لیکن وہ لوگ اسمیں ناکامیاب رہے ہر بار یہ کہکر لوگوں کو
خاموش کیا جاتا ہے کہ آج کی حالت بہت نازک ہے اسلئے زیادہ بنیادی کام نہیں ہوسکتے
ہیں ۔

بجٹ کے بحث کے دوران میں اس جانب کے مبرس کی تقریر سن کر تو مجھے تعجب
ہوا انکی تقریر تو بجٹ کے تعلق سے نہیں تھی انہوں نے کہا کہ ان پرانی باتوں کو یاد
کیجئے جبکہ ہم لوگ منھ بھی نہیں کھول سکتے تھے وہ لائق علی کا زمانہ یاد کیجئے
جبکہ یہاں پر منھ تک کھولنے کی ہمت نہ تھی نظام صاحب اپنا بجٹ تیار کروا کر چاہے

جیسا خرچ کرسکتے تھے اور آپکو اس پر بولنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی لیکن آج ہم لوگ یہاں پر بیٹھکر کھلے عام بجٹ پر بحث مباحث کرسکتے ہیں نکتہ چینی کرسکتے ہیں کھلے عام اپنے خیالات کا اظہار کرسکتے ہیں " اور انہوں نے یہ بتانیکی کوشش کی کہ " "ہم نے کتنا بڑا کام کیا ہے " میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایسا آپ نے کونسا بڑا بھاری کام کیا ہے ایسا آپ نے کونسا تیر مارا ہے جسکے لئے آپ بڑی شان سے کہہ رہے ہیں اور بار بار یہی طوطے کی رٹ لگا رہے ہیں ہم نے کیا کام کیا ذرا دیکھئے تو ۔ جب آپ ڈیموکرسی کے اصولوں کو مان کر یہاں بیٹھتے ہیں تو آپ کیلئے یہ لازم ہوجاتا ہے کہ آپ اس کو ضرور کریں ۔ ہم اور آپ نے ملکر اس ناقابل برداشت حالات کا مقابلہ کر کے اس جمہوریت کو لایا ۔ آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ دیکھئے کہ آج ہمارے سامنے نظام صاحب آکر آج بھاشن (भाषण) کرتے ہیں یہ کتنی بڑی بات ہو گئی ہے یہ تو ایک زمانہ کا تقاضا ہے کہ انہیں آنا پڑتا ہے کیا اسلئے آتے ہیں کہ ان میں کوئی بڑا پری ورتن (परिवर्तन) ہوا ہے ؟ ایسا ماننے کیلئے میں تیار نہیں ہوں یہ تو سب ڈیموکرسی کے فنڈامنٹل اصول ہیں ۔ آپ نے ابھی تک اپنی اکنامک حالات مضبوط کرنے کیلئے کیا کیا ہے ؟ کہا جاتا ہے کہ نظام کتنے حقیقت پسند ہیں آج وہ ہمارے بیچ میں آکر اڈریس کرتے ہیں میں اس بات کو ماننے والا نہیں ہوں آج ہمارے سامنے کرسی پر آپ اسٹیٹ کے سب سے بڑے جاگیردار کو بٹھاتے ہیں سب سے بڑا جاگیردار نظام ہے اسکو آپ ہمارے سامنے کرسی پر بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے جاگیرداری ختم کی ۔ نظام سب سے بڑا جاگیردار قائم ہوتے ہوئے بھی آپ یہ کہتے ہیں آپ یہ کہکر انکو آلنگن (आलिंगन) کرلیجئے کم سے کم عوام کی آواز سنکر انہیں اسکے مطابق کچھ نہ کچھ کام اس ایوان کے سامنے کر کے دکھانا چاہئے انکو خود ہو کر کہنا چاہئے تھا کہ میں ایک کروڑ روپیہ لینا نہیں چاہتا لیکن وہ تو اسے چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں ۔ ابھی تو بہت بڑا " پری ورتن " آنا ہے ۔ ہم تو نظام صاحب کے بارے میں عوام کا جو نظریہ ہے اسے ظاہر کرنا چاہتے ہیں ۔ اسی لئے گزشتہ سال واک اوٹ ہوا اور اس سال بھی بایکاٹ ہوا ۔ انکو دیکھتے ہوئے نظام کو کم سے کم اپنے لڑکے کیلئے جگہ خالی کردینی چاہئے تھی لیکن ایسا انہوں نے کچھ نہیں کیا وہ تو ایک کروڑ روپیہ لئے ہی جارہے ہیں ۔ وہ اتنے بوڑھے ہوگئے ہیں پھر بھی اس اسمبلی میں اڈریس (Address) دینے کیلئے بیر لڑکھڑاتے ہوئے اور گرتے پڑتے آہی جاتے ہیں ۔ کیوں آتے ہیں ؟ وہ جو ایک کروڑ روپیہ ملتا ہے اسکے لئے آتے ہیں چاہے کچھ بھی ہو وہ تو اپنا ایک کروڑ روپیہ لیتے ہی رہینگے اور اسلئے گرتے پڑتے ہی کیوں نہو وہ اسمبلی میں اڈریس دینے کیلئے آتے ہی رہینگے ۔ آپ ان کو ایک کروڑ روپیہ دئیے جارہے ہیں جسکی بالکل ضرورت نہیں ہے کمپنزیشن (Compensation) کیلئے انکو کچھ بھی دینے کی ضرورت نہیں ہے ۔

آپ کہتے ہیں کہ جاگیرداری بجٹ نہیں ہے اگر یہ سچ مچ جاگیرداری بجٹ نہوتا تو اسمیں کسان مزدوروں کی بھلائی کیلئے کچھ پراویژنس (Provisions)

ضرور دکھنا جب رولنگ پارٹی بجٹ تیار کرتی ہے تو اسے یہ دیکھنا چاہئے کہ کسان مزدوروں کی بھلائی کیلئے اسمیں انتظام ہونا چاہئے میں فینانس منسٹر صاحب کو واضح کردینا چاہتا ہوں کہ اسمیں ایسی کوئی اسکیم میری نظر میں نہیں آئی جس سے مزدوروں کی کچھ بھلائی ہو میں سمجھا تھا کہ اس جمہوریت میں آجانیکے بعد اسٹیمیٹس کمیٹی (Estimates Committee) میں جو کچھ باتیں ہوئی ہیں انکو کم سے کم اپنے دل میں رکھکر اس رخ میں حکومت کام کررہی ہے ، جمہوریت کے طریقہ پر سارے مسائل حل ہونگے اس اسمبلی میں چن کر آنیوالے لوگوں کی باتوں کا اثر بجٹ پر پڑیگا اور اس بجٹ کا پرانے طریقہ کا ڈھانچہ بدلیگا اور کسان اور مزدوروں کی ترقی کے طرف حکومت آگے بڑھیگی یہ جو ہماری خواہش تھی وہ سب ناکارہ اور ناکامیاب ثابت ہورہی ہے لیکن بجٹ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ہی دل اور دماغ کے مطابق کام کرنے پر رولنگ پارٹی تلی ہوئی ہے اسیوجہ سے عوام کے سامنے کانگریس پارٹی اور کانگریسی حکومت بدنام اور ناقابل ثابت ہورہی ہے اسکی وجہ سے انکا بھوشیہ (भविष्य) کیا ہوگا یہ سمجھنے سے ہم قاصر ہیں - سکریٹریز اور انکے ڈپارٹمنٹس کے اخراجات کو منظور کرنیکے لئے ہی صرف ہمکو یہ بجٹ منظور کرنا ہے کیونکہ تنخواہ والوں کو تنخواہ نہیں ملی تو گورنمنٹ نہیں چل سکتی اسی لحاظ سے ہمکو یہ بجٹ منظور کرنا ہے اگر دوسری باتوں کو بجٹ میں ڈھونڈھنے کی کوشش کرینگے تو معلوم ہوتا ہے کہ کسان یا مزدور کو ترقی کیلئے کام ویسے ہی پڑے ہیں اسکا لیانڈ پرابلم جوں کا توں پڑا ہے لیکن سکریٹریز کی تنخواہیں الونسز (Allowances) ٹی - ایز (T. As.) وغیرہ ویسے کے ویسے ہیں - کرپشن (Corruption) بڑھتا جارہا ہے گزشتہ سال جتنا کرپشن تھا اس سے زیادہ رشوت خوری کانگریس راج میں ہوگئی ہے اسکے بارے میں اگر آپ سنسس (census) لینگے یا نیوز پیپر میں ایک خاص کالم اوپن (Open) کرکے لوگوں سے رائے پوچھینگے یا اس سوال پر ریفرنڈم بھی لیا جائے تو کرپشن دن بدن بڑھتا ہی جارہا ہے یہی لوگ کہینگے -

Bell

مجھے صرف ۸ ہی منٹ دیئے گئے ہیں - پورا ٹائم تو مجھے دیا جائے - ان تمام باتوں کا لحاظ کرتے ہوے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے کوئی میدان نہیں مارا یا کوئی بڑی فتح حاصل نہیں کی ہے کہ جسکے لئے یہ بجٹ منظور کیا جائے - منسٹروں کیلئے سات آٹھ لاکھ روپیے خرچ ہورہے ہیں جیل کیلئے ۱۳ لاکھ اور اسمبلی کے ممبروں کیلئے ۱۴ لاکھ روپیے خرچ ہورہے ہیں - اسی کیلئے ہمکو یہ بجٹ منظور کرنا ہے نیشن بلڈنگ اکٹیویٹیز (Nation Building Activities) کیلئے جو خرچ ہونے والا ہے وہ کل رقم کے ۳۸ فیصد کے قریب ہونے والا ہے اگر نیشن بلڈنگ اکٹیویٹیز کیلئے ۳۸ پرسنٹ خرچ ہو اور پولس یا دوسرے انتظامات کے ڈپارٹمنٹ کیلئے ۶۵ پرسنٹ خرچ کیا جائے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کسطرح سے آپ اسٹیٹ کو ترقی کرنیوالے ہیں ؟ ۳۸ پرسنٹ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قریب قریب ۱۱ کروڑ روپیہ آپ نیشن بلڈنگ اکٹیویٹیز کیلئے رکھ رہے ہیں یعنی یا کہ آبادی کے لحاظ سے ہر شخص کے پیچھے آپ صرف ۸ روپیے

خرچ کرنے والے ھیں ! یعنی ایجوکیشن (Education) لیانڈ ریفارمس (Land Reforms) مڈ یکل (Medical) ویٹرنری (Veterinary) اور اریگیشن (Irrigation) جیسے کئی دس مسئلے ھیں جن کے اوپر نیشن بلڈنگ منحصر ھے انکے اوپر صرف ۱۱ کروڑ روپیہ خرچ کیا جاے تو میں سمجھتا ھوں کہ جو زیادہ کچلے ھوے لوگ ھیں کسان اور مزدور - ان کو اوپر لانے کیلئے اور گاؤں میں آپ کے پاس جو پیسہ ھے وہ بہانے کیلئے آپ نے کوئی کوشش نہیں کی ھے جسطرح سے جاگیرداری کی باتیں کرنے والے کسان اور مزدور کا خون چوستے ھیں اوسی طرح سے شہر میں بیٹھنے والے لوگ گاوں کی رونق اور ترقی کو لوٹ رھے ھیں اس وجہ سے ھمیں چاھئے کہ بجٹ کا کافی جز ھمکو گاوں کی آبادی کی ترقی کیلئے خرچ کرنا چاھئے اج ھمیں گاوں کو آزاد خوبصورت اور خوشحال بنانا ھے تاکہ کسان اور مزدور بھوک کے مارے تڑپتا نہ رھے اگر آپ اسکو در اصل لیانڈ (Land) کی اونرشپ (Ownership) دینا چاھتے ھیں تو آپ کو اپنا سارا بجٹ اسکی طرف ڈائرکٹ (Direct) کرنا چاھئے -

مجھے اور دو منٹ دیجئے تاکہ میں اپنی تقریر ختم کروں - Bell

ڈپٹی اسپیکر - آپکو ۱۰ منٹ دیئے گئے ھیں -

شری جی سری راملو - اس طریقہ سے جب میں بجٹ کی طرف دیکھتا ھوں تو معلوم ھوتا ھے کہ دولت مند لوگوں کی طرف جاگیر دارانہ بجٹ کی طرف یہ حکومت بڑھ رھی ھے -

آگے چلکر میں یہ کہنا چاھتا ھوں کہ ھمارا اڈمنسٹریشن دن بدن ٹاپ ھیوی (Top-heavy) ھوتا جا رھا ھے جیسے کہ سوشلسٹ پارٹی کے لیڈر نے فرمایا نیچے کے لوگوں کو کم نہیں اور اوپر کے لوگوں کو زیادہ نہیں ایسے لیول پرجبتک آپ بجٹ نہیں لائینگے تب تک کوئی سیونگ نہیں کرسکتے - سیونگ کے بارےمیں ۵ سالہ پلان میں جو باتیں سجسٹ کی گئی ھیں وہ آپ کبھی نہیں کرسکینگے جب تک آپ سکریٹریز کی تنخواہ کے لئے بجٹ تیار کرینگے اور جبتک ھم یہ نہیں دیکھتے کہ عوام کے فائدہ کی چیزیں کرنے کے لئے آپ در اصل آگے بڑھ رھے ھیں تب تک ھم کہتے رھینگے کہ یہ " جاگیر دارانہ بجٹ ھے " -

ایجوکیشن کے سلسلہ میں میں آخری میں ایک بات کہنا چاھتا ھوں آندھرا سرسوتی پریشد کے لئے پچھلے بجٹ میں ۱۸ لاکھ روپیے منظور کئے گئے تھے لیکن ان کا کوئی فائدہ اس سونستھا کو نہیں ملا اب یہ رقم لیاپس (Lapse) ھونے کے دن آرھے ھیں ایسی بہت سی پرائیوٹ سونستھائیں اس حیدرآباد اسٹیٹ میں ھیں جو پبلک کی سیوا کرتی ھیں لیکن ان کو نظرانداز کیا گیا ھے جہاں پر خرچ کرنیکی ضرورت ھے وھاں روپیہ خرچ نہیں کیا جاتااور جو غیرضروری اخراجات ھیں انکو اور زیادہ بڑھانیکی کوشش ھوتی ھے - آندھرا سرسوتی پریشد کی طرح جو پبلک انسٹیٹیوشنس

ھیں جو لوگوں کو تعلیمیافتہ بنانیکی کوشش کر رھے ھیں انکو نگلکٹ (Neglect)
کیا جا رھا ھے جو اس طرح کی پرائیویٹ سونستھائیں ھیں انکو مارچ (March)
کے آخر تک امداد ملنی چاھئے اور جبتک آپ عوام کی بہبودی اور ترقی کے خیال سے بجٹ
نہیں بینس کرینگے تب تک آپ کامیاب نہیں ہونگے۔ اتنا کہکر میں اپنی تقریر ختم کرتا ھوں۔

شری با پی ریڈی (ابراھیم پٹن - عام) مسٹر اسپیکر - آج ھمارے سامنے دوسرے
سال کا موازنہ موجود ھے - گویا کانگریس نے پاور (Power) میں آکر ایک
سال کا دور ختم کرلیا ھے - پہلے بجٹ کے ڈسکشن کے وقت کئی امیدین کئی اکسپکٹیشنس
(Expectations) کئے گئے تھے - کئی سجیشنس (Suggestion)
ٹریژری بنچس (Treasury Benches) کی جانب سے بھی آئے - پورے
(۱۲) ماہ تک غریب کسان اور مزدور تاکتے رھے کہ چینجس (Changes
آئینگے - اس اثناء میں اسٹانڈرڈ آف لیوینگ (Standard of living)
بڑھتا رھا - یہ توقع تھی کہ اوس سے کچھ ریلیف (Relief) ملے گی -
مگر ایسا نہیں ھوا - اون غریب کسانوں اور مزدوروں کی حالت بد سے بدتر ھوتی رھی -
رولنگ پارٹی (Ruling Party) کا کہنا ھے کہ چینجس آئے ھیں -
میں کہونگا کہ وہ چینج اتنا ھی تھا کہ بجائے (۱۳) منسٹرس کے (۱۰) منسٹرس ھوگئے
اس سے بڑھ کر کوئی چینج نہیں ھوا - اگر رولنگ پارٹی یہ کہنے کی جراٗت کرتی ھے کہ ھم
نے ھمارے کسانوں اور مزدوروں کی حالت کو بہتر بتایا تو میں کہونگا کہ اس کا اون کے
پاس کوئی ثبوت نہیں ھے - اوس طرف کے چند آنریبل ممبروں نے اپوزیشن کی کرٹیسزم
(Criticism) کا مذاق اڑایا - ایک صاحب نے تو یہاں تک
فرمایا کہ آپ کو تو بات کرنے کی آزادی ملی ھے - مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ھے
کہ بات کرنے کی آزادی تو آپ کو ملی ھے - اپ کو تو پہلے بات کرنے کی بھی آزادی
نہیں تھی - بات کرنے والے تو پہلے بھی کرتے رھے - مگر آپ آج محسوس کر رھے ھیں کہ
آپ کو آزادی ملی ھے - آپ کا خیال ھے کہ ملک کا سدھار ھوگیا ھے - یک اور آنریبل
ممبر نے ھماری انتر آتما (आंतरात्मा) پر دھیان دیا - میں اون سے صاف
کہنا چاھتا ھوں کہ آپ پہلے اپنی انترآتما کو دیکھیں - دوسرے لوگوں کی انترآتما کو
کیوں ڈھونڈتے ھیں ؟

اب میں اصل بجٹ کی طرف آؤنگا - میں (۱۰) منٹ کے عرصہ میں پورا ڈسکشن
تو ختم نہیں کرسکتا - پھر بھی کچھ پائینٹس (Points) عرض کرونگا - جو
ذھنیت اور بیک گراؤنڈ رولنگ پارٹی کا اس بجٹ میں نظر آرھا ھے اوس سے کسی کامن میان
(Common man) کو دلچسپی اور انٹرسٹ (Interest) نہیں
ھوسکتا - اوس کی اسٹانڈرڈ آف لیوینگ (Standard of living) بڑھتی
ھی جا رھی ھے - مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ھے کہ اسکے حل کرنے کے لئے آپ
نے کچھ نہیں کیا -

آنریبل ممبر فرام چادر گھاٹ نے تسلیم فرمایا ھے کہ لینڈ ایریرس (Land Arears)
وصول کرنے میں حکومت ناکام رھی ھے - میرا بھی یہی کہنا ھے - لیکن میرے نظریہ
اور اون کے نظریہ میں فرق ھے . اب دیکھنا یہ ھے کہ وہ لینڈ ایریرس کس طرف سے
باقی ھیں - کیا وہ چھوٹے چھوٹے کاشتکار اور غریب کسانوں کی طرف سے باقی ھیں یا
بڑے بڑے نواب - جاگیر دار اور سکار پٹیل پٹواریوں کی طرف سے -

مسٹر چیرمن (شری اننت ریڈی) اب ایک بج گیا ھے - کل ساڑھے آٹھ بجے صبح
تک کے لئے ھم اڈجرن ھوتے ھیں - کل ڈسکشن کنٹینیو (continue) رھیگا -